اگست
۲۰۲۳ء

ماہنامہ

ارمغان
ولی اللہ

ARMUGHAN, PHULAT, پھلت ضلع مظفر نگر
MUZAFFAR NAGAR-251201, (U.P.) www.armughan.net

₹25/-

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ولی اللہ

ماہنامہ

ارمغان

جلد ۳۱ شمارہ ۸ اگست ۲۰۲۳ء مطابق صفر ۱۴۴۵ھ

سر پرست :

حضرت مولانا محمد کلیم صد یقی

مجلس مشاورت

☆ مولانا محمد طاھر ندوی

☆ مولانا محمد اقبال قاسمی

☆ مفتی محمد ھا رون مظاھری

مدیر

وصی سلیمان ندوی

پتہ

دفتر ارمغان

پُھلت ضلع مظفر نگر

Phulat, Distt. Muzaffar Nagar

251201 (U.P.) INDIA

Mob : +91-9528157838

9548893624 , 9412411876

e-mail : arm313@gmail.com

armuganphulat@yahoo.com

Website: www.armughan.net

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں

ہر قسم کی چارہ جوئی کیلئے مظفر نگر کی عدالت سے رجوع کیا جائے

سرکولیشن انچارج: محمّد حنیف قاسمی

سرکولیشن منیجر : عبدالقدیر انصاری

مشیراعزازی: ایوب بھائی بارڈولی والے

چیف رپورٹر : محمد ادریس قریشی

مشیر قانونی : امجدعلی ایڈوکیٹ

موبائل : 9897354040

زرتعاون

❖ فی شمارہ 25روپے ❖ سالانہ 300روپے ❖ سالانہ رجسٹرڈ ڈاک سے 500روپے

❖ اعزازی تعاون 1000روپے ❖ بیرونی ممالک سے 30امریکی ڈالر ❖ لائف ممبر شپ 8000روپے (برائے ۲۰ سال)

پرنٹر پبلشر محمد ادریس قریشی نے ڈیلکس پریس راج مارکیٹ مظفرنگر سے چھپوا کر جمعیت شاہ ولی اللہ کیلئے پھلت ضلع مظفرنگر سے شائع کیا

(مدیر: وصی سلیمان ندوی)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرس

☆	(اداریہ) یونیفارم سِول کوڈ	وصی سلیمان ندوی	۳
☆	''ہر مرض کی دوا ہے صل علی محمد'' کا ابتدائیہ	مولانا محمد کلیم صدیقی	۵
☆	نعت شریف	جناب سرفراز بزمی	۱۲
☆	خطاب مفتی ابوالقاسم نعمانی مدظلہ	مرتب: عبدالرشید طلحہ نعمانی	۱۳
☆	بہتر (۷۲) حوریں	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۱۸
☆	اولاد کی تربیت	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	۲۲
☆	تحریک آزادی اور سہارن پور	مولانا ناصرالدین مظاہری	۲۴
☆	نعت پاک	جناب حفیظ محمود بلندشہری	۲۹
☆	اسلام میں وعدہ کی اہمیت	مفتی محمد عبداللہ قاسمی	۳۰
☆	ام المومنین حضرت خدیجہؓ	مولانا فاروق اعظم قاسمی	۳۴
☆	نعت شریف	جناب رئیس الشاکری ندوی	۳۷
☆	خبروں کی دنیا	محمد سعد ادریس قریشی قاسمی	۳۸
☆	فقہی مسائل	مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی	۳۹
☆	آخری صفحہ	مولانا محمد کلیم صدیقی	۴۰

اس دائرہ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت **اگست** سے ختم ہورہی ہے، رسالہ کو مسلسل جاری رکھنے کے لئے دفتر کو اطلاع دیں یا فوراً رقم ارسال فرمائیں۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

یونیفارم سِوِل کوڈ

کچھ تذکرہ کچھ تبصرہ

ہمارا ملک ہندوستان دنیا کی سب سے بڑی آبادی والا ملک ہے، جہاں دنیا بھر کے مذاہب کے ماننے والے آباد ہیں، جن میں سے ہر ایک کی تہذیب و ثقافت اور رسم ورواج الگ الگ ہیں، جن کے عقائد اور طرزِ عبادات جداگانہ ہیں، جن کی معاشرت مختلف ہے، جن کا رہن سہن اور لباس تک ایک دوسرے سے ممتاز ہے۔ یہاں مسلمانوں کے لئے پرسنل لا ہے، ہندوؤں کے لئے کوڈ بل ہے، عیسائیوں کے اپنے تحفظات ہیں، اور سکھوں اور بدھشٹوں کے مذہبی تشخصات کی قانونی ضمانت موجود ہے۔ یہودی، پارسی، بہائی، لنگایت، آدی واسی، کبیر پنتھی، جیسے طبقات بھی اس ملک میں کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں، جن کے رسم و رواج اور طرز زندگی سے دوسرے بہت سے طبقات واقف تک نہیں ہیں، اور یہ سب اپنے دائرہ میں رہ کر آزاد بھی ہیں اور مطمئن بھی ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ یہی رنگارنگی اور بوقلمونی، اور الگ الگ رنگ ونسل کا وجود صدیوں سے ہماری شان اور ہماری پہچان ہے، اور یہی ہماری زینت اور شناخت ہے۔ استاد ذوق نے مدتوں پہلے کہا تھا:

گل ہائے رنگارنگ سے ہے زینتِ چمن اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

ایسے کثیر ثقافتی اور بڑی آبادی والے ملک میں یونیفارم سِوِل کوڈ کی صدا لگانا اور ایک یکساں قانون ماننے کے لئے تمام طبقات کو مجبور کرنا، اس کے لئے قانون سازی کی کوشش کرنا کسی بھی لحاظ سے قرین عقل اور مناسب اقدام نہیں ہے، اور مختلف الجنس اشیاء کو الگ الگ طریقہ سے پکانے اور کھانے والوں کو کسی ایک کھانے کے لئے پابند کرنا انسانی فطرت اور اس کی نفسیات اور مزاج کے بھی خلاف ہے۔

ملک کی آزادی کے معاً بعد ڈاکٹر امبیڈکر کی قیادت میں جو دستور بنایا گیا تھا، اس میں مذہب اور رسم ورواج کی آزادی کو بنیادی دفعات میں شامل کیا گیا ہے، اور اس کے تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے، اس کی رُو سے ہر مذہب کے ماننے والوں کو اپنے مذہب پر عمل کی، اس کے ادارے بنانے اور چلانے کی، اس کی وضاحت کرنے کی، اور اس کی تبلیغ کرنے کی گارنٹی ہے۔ اسی کے ساتھ آئین ہند کی کچھ رہنما دفعات ہیں، جو بنیادی دفعات سے کم درجہ کی ہیں، ان دفعات میں آنے والی حکومتوں کو مشورہ دیا گیا ہے کہ ذہن سازی کر کے تمام مذاہب کے لوگوں کے درمیان ایک یکساں شہری قانون (یونیفارم سول کوڈ) لاگو کیا جائے، اور جب تمام لوگ اس پر متفق ہو جائیں تو اس کو ملکی سطح پر نافذ کرنے کی کوشش کی جائے۔

لیکن بدقسمتی سے آزادی کے بعد سے ہی وقتاً فوقتاً ملکی حکومتیں اور ہماری عدالتیں یکساں قوانین کے نفاذ پر زور دیتی رہی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہیں، اوراس کے لئے آواز اٹھاتی رہی ہیں، گذشتہ بیس تیس سالوں کا جائزہ لینے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایسے آوازیں عام طور پر انتخابات کے موقع پر الیکشنی سیاست کے پیش نظر بلند ہوتی ہیں، اور جب مختلف سیاسی پارٹیاں اس سے اپنا مطلب نکال لیتی ہیں، تو یہ مسئلہ بھی آئندہ پانچ سالوں کے لئے غائب ہوجاتا ہے۔

امسال گذشتہ جون میں یہ ایشو ایک بار پھر زندہ کیا گیا، اوراسے ہر قیمت پر پارلیمنٹ میں لانے اوراس کا بل پاس کرانے کا منصوبہ بڑے شدومد سے سامنے لایا گیا، اس مسئلہ کی نزاکت اس لئے مزید بڑھ گئی ہے کہ ہمارے ملک کی مرکزی حکومت کے گذشتہ الیکشن کے ایجنڈہ میں بھی یہ ایشو ایک وعدہ کے طور پر شامل تھا، اوراب اس کے پورا کرنے کا وقت آن پہنچا ہے۔اس سلسلہ میں سب سے پہلے لاکمیشن نے ہندوستانی عوام سے کامن سول کوڈ کے لئے رائے مانگی، پھر ہمارے وزیراعظم نے اس سلسلہ میں ایک سخت بیان جاری کردیا۔اس طرح ایک غیر ضروری موضوع پورے ملک کا موضوع گفتگو بن گیا۔حالانکہ تمام اہل نظراورسنجیدہ ذہن رکھنے والے برادران وطن بھی یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ایک غیر دانش مندانہ عمل، اور بے وقت کی راگنی ہے، اوراس سے ملک وقوم کا کچھ بھلا ہونے والانہیں ہے، اس وقت ملک کے سامنے ڈھیر سارے بنیادی مسائل ہیں، جوحکومت کی اولین توجہ کے مستحق ہیں، مہنگائی، بے روزگاری، تعلیم کی فراہمی، صحت عامہ، صاف پانی کا انتظام، وبائی بیماریوں کی روک تھام، رشوت خوری، غربت، اورملازمتوں کی کمی، جیسے کتنے مسائل ہیں، اس وقت ان پر توجہ نہ کرکے یونیفارم سول کوڈ کے لئے کوشش کرنا، اورتمام باشندگان وطن پراسے جبراً تھوپنا، نہ یہاں بسنے والے انسانوں کے مفاد میں ہے، اور نہ اس ملک اوراتنی بڑی تعداد میں یہاں پائی جانے والی اقلیتوں کے لئے مفید ہے۔سچ تو یہ ہے کہ یہ صرف مسلمانوں کا مسئلہ نہیں ہے کہ ان کا پرسنل لامحفوظ رہے، اور انہیں اپنے دین وشریعت پر عمل کی آزادی حاصل رہے، بلکہ اپنے مذہبی تشخصات سے دست بردار ہونے کے لئے، اور یونیفارم سول کوڈ کے دائرہ میں آنے کے لئے نہ جین راضی ہیں، نہ عیسائی، نہ سکھ، نہ بدھشٹ، اور نہ آدی واسی طبقات۔اس پوری کاروائی کا مقصد محض مسلمانوں کوالجھا کران کے تشخصات کوزد پہنچانا، اوراپنے ووٹ بینک کومحفوظ کرنا ہے۔

اس لئے ہندوستانی مسلمانوں کواس موقع پر بہت چوکنا رہنے، اور ہر قدم سوچ سمجھ کراٹھانے کی ضرورت ہے، ان کی اولین ضرورت یہ ہے کہ قرآن وسنت کومضبوطی سے پکڑیں، اپنے دین وشریعت پر پوری طرح عمل کریں، اپنے رب کوراضی کرنے کی فکرکریں، اور جہاں جہاں جس جس سطح پرانہیں شریعت پر عمل سے روکا جائے، وہ اپنی ضرورت سمجھ کرذاتی زندگی میں اسے نافذ کریں، اپنے علماء کرام کی قدرکریں، ان سے دینی اوردنیاوی تمام مسائل میں رہنمائی حاصل کریں، اور ہفتہ دس دن میں کچھ لمحات لازمی طور پر بزرگان دین اورصوفیائے یقین کی صحبت میں گذارنے کی عادت ڈالیں، تاکہ اسلام کی محبت ہمارے دلوں میں راسخ ہو، اور ہردین کے ہر جزپر عمل کا جذبہ ہمارے اندر موجزن رہے۔اور یہ یقین رکھیں کہ دنیا کی کوئی طاقت، ہمیں ہماری مذہبی تعلیمات سے الگ نہیں کرسکتی جب تک ہم خوداپنے مذہب پر عمل کرنے کے لئے پرعزم رہیں گے۔اسی کے ساتھ دعاؤں کا اہتمام اورتعلق مع اللہ کی کوشش ہماری ہر مشکل کی شاہ کلید ہے:

دعائے مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

وصی سلیمان ندوی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی کی کتاب

ہر مرض کی دوا ہے صلِ علیٰ محمد

پر بطورِ ابتدائیہ لکھا گیا تمہیدی مضمون

مولانا محمد کلیم صدیقی

ابتدائیہ

رحمٰن ورحیم خالق کائنات کی شان کریمی کے قربان کہ اس ذات عالی نے اپنی معرفت کے لئے ایسی خوب صورت حسین اور شاہ کار کائنات کو عدم سے وجود بخشا، اور رنگا رنگ کائنات کی بارات سجا کر ایسی خوب صورت بارات کے دولہا حضرت انسان کو پیدا کیا، اور صدر مخلوقات کی سرداری کی دھاک بٹھانے کے لئے خود بنفس نفیس آدم علیہ السلام جن کو خود بہت سنوار کے بنایا، اور جن کی خلق اور خلق کی شان کو کبھی **ونفس وماسوّاھا** (سورہ الشمس: ۷) اور جان کی قسم اور جس نے اسے درست بنایا۔ کہہ کر اعلان فرمایا۔ کبھی کئی طرح کی قسمیں کھا کر اس کو اپنا تخلیقی شاہ کار قرار دیا، **والتین و الزیتون وطور سینین وھذا البلد الامین،لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** (سورہ التین:۱-۴) قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی، اور طور سینا کی، اور اس امن والے شہر کی ، کہ ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں ڈھالا ہے۔

خود پڑھایا سکھایا اور ساری مخلوقات میں نورانی ، معصوم اور پاکیزہ ترین مخلوق ملائکہ کے سامنے حضرت آدم کی عظمت کا سکہ بٹھانے کے لئے ان کو ایک بڑا معرکہ سر کرانے اور ایک علمی مسابقہ جتانے کے لئے تیار کیا:

وعلّم آدم الاسماء کلّھا، ثم عرضھم علی الملائکۃ فقال انبؤونی بأسماء ھؤلاء ان کنتم صادقین. (سورہ بقرہ:۳۱) اور اللہ نے آدم کو نام سکھلا دیئے تمام، پھر انھیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا، پھر فرمایا بتلاؤ ان کے نام اگر تم سچے ہو۔

پھر پوری مخلوقات کے سامنے اس کا سب سے محترم مخلوق ملائکہ سے، اپنی بارگاہ میں سب سے محترم اور قابل قدر صفت علم کو اساس بنا کر ایک علمی مسابقہ کرایا، وہ مسابقہ بھی اس شان کا کہ ایک طرف ساری کائنات کی سب نورانی اور معصوم مخلوق ملائکہ، اور ایک طرف کھنکتی مٹی سے بنے مگر احسن الخالقین کے تخلیق کردہ علیم وخبیر رب کائنات کے شاگرد رشید حضرت آدم علیہ السلام۔ ساری مقدس آسمانی کتابیں گواہ ہیں اور اس کائنات میں سند کا اول درجہ رکھنے والی کتاب گواہ ہے کہ خلیفۃ اللہ فی الارض نے یہ مسابقہ جیتا اور اس شان کے ساتھ جیتا اور معرکہ سر کیا کہ خالق کائنات نے اعلان کر دیا کہ ساری نورانی اور معصوم مخلوق ملائکہ اب تم سب نے اور ساری مخلوق نے، ہماری شاہ کار تخلیق اور صدر کائنات کی شان دیکھ لی ، لہٰذا اس کی عظمت کے اعتراف اور اس کی شان علم کے سامنے اپنے جہل اور شکست کے اعتراف کے لئے تم سب اس کے سامنے سجدہ تعظیمی بجالاؤ، اور اپنی ناک اور اپنا سر ماتھا اس کے حضور رگڑ کر اس کی تخلیقی عظمت کو سلام کرو، پھر آدم علیہ السلام کو جنت کی ہوائیں کھلائیں، وہاں خوشبوؤں میں معطر فرمایا، وہاں کے ناز ونعم میں رکھ کر آدم علیہ السلام کی شان کو دوبالا کیا، ان کو آداب محبت سکھائے اور محبت کا حق ادا کرنے کی تربیت کے لئے ان کی رفیقہ حیات حوا کو وجود بخشا، پھر اپنی خوب

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

صورت دنیا کو بسانے کے لئے تکوینی طور پر حضرت آدم علیہ السلام کو شجر ممنوعہ تک پہنچایا، اور فرشتوں سے خاص امتیاز اور اپنی بارگاہ میں محبوبیت عطا فرمانے کے لئے شجر ممنوعہ کھلا کر زمین میں اتارا، اور پھر توبہ اور ندامت سکھا کر اور کرا کے فرشتوں سے امتیاز کا ڈنکا بجوایا، پھر اپنے ازلی اور ابدی منشور میں نہ صرف آدم بلکہ اولاد آدم کی شان اور تکریم کا پورا اعلان کیا:

ولقد کرمنا بنی آدم وحملناھم فی البر والبحر ورزقناھم من الطیبات وفضّلناھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا. (سورہ بنی اسرائیل:۷۰)

اور ہم نے بنی آدم کو عزت دی ہے، اور ہم نے انہیں خشکی اور دریا دونوں میں سوار کیا، اور ہم نے ان کو نفیس چیزیں عطا کیں، اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر بڑی فضیلت دی ہے۔

کہیں اس کی شان میں، سورج، چاند اور ارضی وسماوی مخلوق کو، اس کے بیگاری خدمت گذار ہونے کا اعلان اس طرح فرما کر: **وسخر لکم ما فی السماوات وما فی الارض جمیعا منہ** (سورہ جاثیہ:۱۳) اور اس نے تمہارے لئے مسخر بنایا جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اپنی طرف سے۔ اس کی سرداری اور خلافت کی منادی فرمائی۔

اللہ تعالی احسن الخالقین، خالق کائنات کی شان تخلیق کے شاہ کار صدر مخلوقات، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی اولاد کی قسمت اور جنت کی خوش بوؤں سے معطر اور ناز ونعم اٹھانے اور عنایت کے طور پر دنیا میں بھیج کر: **ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین** (سورہ اعراف:۲۳) اے ہمارے رب ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، اور اگر آپ ہماری مغفرت نہیں کریں گے اور ہم پر رحم نہیں فرمائیں گے، تو ہم خسارہ پانے والوں میں ہو جائیں گے۔

توبہ کے پاکیزہ پانی میں پاک کئے آدم اور اولاد آدم کی شان، کہ مالک الملک خالق کائنات کے یہاں اس مشت خاکی کا کس قدر اعزاز ہے اور اس کی ضروریات کا کیسا نظم ہے کہ دنیا میں آنے سے پہلے اس کی ماں کی چھاتیوں میں کیسا پاکیزہ مکمل اور کامل غذا کا نظم فرماتے ہیں، اکرم الاکرمین رب کی شان رحیمی کے صدقے وہ رحیم وکریم رب اس حضرت انسان کی ضروریات کا اس کی ضرورت سے پہلے کیسا کریمانہ نظم فرماتے ہیں، کہ سالوں بستر پر بول و براز کرنے والا، بولنے سے، اور اپنے ہاتھ پاؤں سے اپنا کچھ کام کر سکنے اور اپنی ضروریات کے اظہار سے معذور اس بچہ کے لئے ایسے خادم کی ضرورت تھی، جس کا ماماتا سے کلیجہ نکلا ہوا ہو، اس کے لئے رحمٰن رحیم رب نے ماؤں کے دل میں ماماتا عطا فرمائی اور جیسے جیسے اس کی ضرورت بڑھتی گئی، ضرورت پڑنے سے پہلے اس کی ضروریات کا نظم فرمایا، اس کو اس کائنات کے بے شمار انعامات سے فائدہ اٹھانے اور ان کے صحیح اور اپنے لئے مفید طریقہ استعمال، اور اس عالم کی چیزوں اور خوب صورت طرز زندگی کو سمجھنے کے لئے پہلے روز سے ہی اس کے لئے بنائی گئی دنیا اور اس کی نعمتوں کا استعمال اور ان سے پورا پورا فائدہ اٹھانے، اس نئے عالم میں جینے کے لئے، اس صدر کائنات کی شان کو باقی رکھنے کے لئے صدارتی پروٹوکول سکھانے کے لئے، پہلے مرحلے میں کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے، اور چونکہ حکیم وخبیر رب کے علم میں تھا کہ ہماری اس شاہ کار مخلوق کے لئے صرف کتابوں سے پوری طرح نظام کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ممکن نہیں، تو ان صحیفوں میں نازل شدہ صدارتی پروٹوکول اور اپنی تمام نعمتوں کے صحیح استعمال کا طریقہ سکھانے اور اس عالم آب وگل میں اسے انگلی پکڑ کر چلانے اور اس کی تعلیم وتربیت کے لئے آدم علیہ السلام کی اولاد میں اپنے خاص الخاص بندوں کو نبی اور رسول کے طور پر بھیجا

اللہ اللہ رحیم رحمٰن رب کائنات کی شان ربوبیت، کہ اس ذات عالی کو اولاد آدم کی شان کو کمال کی اونچائیوں تک پہنچانا تھا، اس کے لئے پوری دنیا کے انسانوں کے لئے، اپنی گاڑی کو اس

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دنیا کے سفر میں حسن وخوبی سے چلا کر پہنچانے کے لئے ،اس کے ساتھ زندگی کی گاڑی کے اسٹیرنگ پر بیٹھ کر زندگی کی گاڑی چلانے کے لئے اور غلط روی سے بچا کر اس کی زندگی کی نیّا کو پار کرنا سکھانے کے لئے ہر علاقہ ،ہر قوم اور ہر زمانہ میں انبیاء علیہم السلام کو بھیجا:

وإن من أمة الا خلا فيها نذير (سورہ فاطر:۳۵)

اورکوئی امت ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گذرا ہو

خالق کائنات کو اپنی شاہ کار مخلوق صدر کائنات انسان کو اپنے بام عروج پر پہنچا کر اس کو اس کی انسانیت کے کمال کی معراج تک پہنچانا تھا تو اس کے لئے رب کائنات نے سب سے پہلے وجہ تخلیق کائنات: لولاک لما خلقت الافلاک (اے محمدؐ! اگر آپ کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا) اور اول ما خلق الله نوری (اور اللہ تعالی نے سب سے پہلے میرے نور کو تخلیق کیا) کے نور کو پیدا فرما کر کائنات کو وجود بخشنے کا ارادہ فرمایا تو ہر نبی اور رسول کو نہ صرف نبی آخر الزماں ،وجہ تخلیق کائنات ،اپنے حبیب کا تعارف اور ان کے آنے کی خبر دی گئی ، بلکہ تمام رسولوں اور نبیوں سے اپنی امتوں کو اس نبی آخر الزماں کی آمد کی خبر دینے ، اور جب وہ آجائیں تو ان کی پیروی اور مدد کا عہد بھی لیا گیا :

و اذ اخذالله ميثاق النبيين لما آتيتكم من كتاب وحكمة ثم جاء كم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه،قال أقررتم وأخذتم على ذلكم اصرى،قالوا اقررنا ،قال فاشهدوا وانا معكم من الشاهدين. (سورہ آل عمران:۸۱)

اور وہ وقت یاد کرو جب اللہ نے انبیاء سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب وحکمت سے دوں ، پھر تمہارے پاس کوئی رسول اس کی تصدیق کرنے والا آئے جو تمہارے پاس ہے ،تو تم ضرور اس رسول پر ایمان لانا ،اور ضرور اس کی نصرت کرنا ، پوچھا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میرا عہد قبول کرتے ہو؟ وہ بولے ہم اقرار کر تے ہیں ،فرمایا تو گواہ رہنا اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں ۔

اللہ اللہ وہ خوب صورت پیغمبرانہ زمانہ اور وقت بھی آگیا ،جس کا پوری کائنات کو انتظار تھا ،اور وہ درّ یتیم جس کے لئے اس کائنات کو بنایا گیا ،سجایا گیا ،سنوارا گیا ، مکہ مکرمہ کی وادی میں حضرت آمنہ کے بطن سے اس دنیا میں لایا گیا ،اللہ اللہ اس ذات والا صفات ،درّ یتیم کی شان جس کی خالق کائنات نے کبھی : والضحیٰ واللیل اذا سجی کی خوب صورت قسمیں کھا کر شان بیان کی ،کبھی طٰه ما انزلنا عليک القرآن لتشقیٰ کہہ کر دل جوئی فرمائی ،کبھی یاایها المزمل اور یا ایها المدثر کہہ کر ناز برداری فرمائی ،کبھی غایت محبت اور عطا سے فاصبر علیهم انک باعیننا کہہ کر بلائیں لیں ،کبھی انا اعطیناک الکوثر کے عطیات وعنایات ۔ یاد دلا کر دل بہلایا کبھی اس ذات عالی کو دنیا میں بھیج کر انسانیت پر کیسا احسان رب کائنات نے فرمایا ،اس ذات عالی کی انسانیت کے لئے خیر خواہی کی یوں دہائی اپنے کلام مقدس میں بیان فرمائی :

لقد جاء کم رسول من انفسکم ،عزیز علیه ما عنتّم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم (سورہ توبہ :۱۲۸) بیشک تمہارے پاس ایک پیغمبر آئے ہیں ،تمہاری جنس میں سے ، جو چیز تمہیں مضرت پہنچاتی ہے انہیں بہت گراں گذرتی ہے ،تمہاری بھلائی کے حریص ہیں ایمان والوں کے حق میں تو بڑے شفیق ہیں مہربان ہیں ۔ کبھی اپنے حبیب کی عالمینی شان کی گواہی دیتے ہوئے اعلان فرمایا:

وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (سورہ انبیاء: ۱۰۷) اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر

اس کائنات کے انسانوں کے لئے اس رحمت بھرے رسول امی کو کیسا شفیق و رحیم بنا کر اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا تھا ، اس کا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

تعارف کبھی ان الفاظ میں فرمایا:

فبما رحمة من اللہ لنت لھم و لو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک (سورہ آل عمران:۱۵۹)

یہ اللہ کی رحمت کے سبب ہے کہ آپ ان کے ساتھ نرم ہیں، اور اگر آپ تندخو، سخت طبع ہوتے، تو لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہو گئے ہوتے۔

وہ ذات عالی انسانیت کے لئے کیسی شاہ کار، باخبر کرنے والی اور انسانیت کے ظاہر و باطن کو کیسے منور کرنے کے لئے مبعوث کی گئی تھی، اس کا اعلان کبھی ان الفاظ میں فرمایا:

انا ارسلناک شاھدا و مبشرا و نذیرا، وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا (سورہ احزاب:۴۵) اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے بطور گواہ، اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر، اور اس کے حکم سے اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر۔

وہ ذات عالی، وہ انسانیت کے لئے رول ماڈل، آئیڈل اور اسوہ حسنہ بنا کر اس دنیا میں ساری انسانیت کے لئے اپنا نبی اور رسول بنا کر بھیجی گئی تھی، اس کا اعلان کبھی یوں فرمایا:

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنة لمن کان یرجو اللہ و الیوم الآخر (سورہ احزاب:۲۱)

بلاشبہ تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں عمدہ نمونہ موجود ہے، اس کے لئے جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔

کبھی یہ اعلان خود نبی ﷺ سے کرنے کا حکم فرمایا:

قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (سورہ اعراف:۱۵۸) کہہ دیجئے، اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا فرستادہ ہوں

کبھی خود رب کائنات نے انسانیت کو باخبر کرنے کے لئے اپنے خطاب میں فرمایا: وما ارسلناک الا کافة للناس بشیرا و نذیرا (سورہ سبا:۲۸) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر۔

اللہ اللہ اس رحمۃ للعالمین نبی کی ذات عالی کی انسانیت کے لئے غم خواری اور خیر خواہی، ایک مالی لحاظ سے کم زور اور سماج میں عامی مومن کے جنازہ سے فارغ ہو کر آپ ﷺ منبر نبوی پر تشریف لائے، جس نے ترکہ میں مال کے بجائے، اپنے وارثوں کے لئے قرض کا بوجھ چھوڑا تھا اور اعلان فرمایا:

انا اولی بکل مومن من نفسہ، من ترک مالا فلاھلہ، و من ترک دینا او ضیاعا فالیّ وعلیّ (صحیح مسلم: کتاب الجمعۃ) میں ہر مومن کا ولی ہوں، اس کی اپنی جان کے مقابلے میں، جس نے مال چھوڑا تو وہ اس کے خاندان والوں کا ہے، اور جس نے کوئی قرض چھوڑا یا جائیداد کا بوجھ، تو وہ میرے ذمہ ہے یا میری طرف ہے۔

جس جاہلیت ظلم و جور اور پوری دنیا کے آخری درجہ میں اندھیرے کے دور میں اس ذات عالی کو دنیا میں بھیجا گیا، پھر قلیل مدت میں اس دنیا کے اندھیروں، ظلم، بربریت اور جور و سفا کی سے پاک کر کے اللہ تعالی نے اپنی دنیا کو اسلام اور حق و صداقت کے نور سے ان کے ذریعہ منور فرمایا، بس وہ اسی ذات والا صفات کی ہی شان ہے: اس ذات عالی کی توصیف کس کی مجال ہے بیان کر سکے، بقول صاحب شیراز:

یاصاحب الجمال ویاسیّد البشر
من وجھک المنیر لقد نوّر القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقّہ
بعد از خدا بزرگ توئی ، قصہ مختصر

اور بقول حکیم باصفا شیخ سعدی :

بلغ العلی بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلّو علیہ و الہ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اور بقول ایک عاشق رسول، مفتی لطف علی بدایونی :

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ، کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ کسی کے بزم خیال میں، نہ دکان آئینہ ساز میں

وہ جس کی ذات عالی کو رہتی دنیا تک لوگوں کے لئے مشعل راہ اور اسوہ حسنہ اور کامل بنا کر بھیجا گیا، ان کی آمد کا کیسا اہتمام کیا گیا اور پوری کائنات کو سجا کر ان کی آمد کی تقریب وجود میں لائی گئی، بقول حضرت سید شاہ نفیس حسینی رحمۃ اللہ علیہ:

بزم کونین پہلے سجائی گئی　　پھر تری ذات مسند پہ لائی گئی
سید الاولیں سید الآخریں　　تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

وہ ذات عالی جن کی زندگی پوری انسانیت کے لئے آخری اسوہ اور ساری دنیا کے لئے ان کے قدوم میمنت لزوم کو مشعل راہ بنانا تھا تو آپ کی سیرت، آپ کی صورت، آپ کے اخلاق، آپ کے فکر و خیال، آپ کے جذبات، آپ کی چال، آپ کی ڈھال، آپ کی ذات، آپ کی صفات، آپ کے معاملات، آپ کی معاشرت، آپ کی ذہانت، آپ کی سیاست، آپ کی گفت وشنید، آپ کی نشست و برخاست، آپ کی زندگی کے پل پل، آپ کا کردار یہاں تک کہ آپ کی سانسوں اور آپ کی دھڑکنوں کو خالق کائنات نے ایسا سنوار کر ایسا سجا کر بنایا، اور وجود بخشا کہ جیسے جیسے آپ کی سیرت پاک سے آدمی باخبر ہوتا ہے اور آپ کی کتاب زندگی کے اوراق اور ان پر نقش الفاظ وحروف سے انسان واقف ہوتا جاتا ہے اور اس کے نور سے باخبر ہوتا جاتا ہے، آپ کے کردار اور آپ کی سیرت کی عظمت کے سامنے سرنگوں ہو کر وجد میں سر دھننے کو جی چاہتا ہے، اور روئیں روئیں سے بارگاہ خالق کائنات میں حمد وثنا اور اس کے لاڈلے حبیب پر درود وسلام کے نغمے نکلنے لگتے ہیں، آپ کی ذات عالی اور آپ کی صورت اور سیرت اور آپ کی انتہائی حسین، خوب صورت، نورانی کتاب زندگی کے اوراق کو کوئی انسان پڑھتا ہے، تو اس کے روئیں روئیں سے مداح رسول حضرت حسانؓ بن ثابت کے ان احساسات :

واحسن منک لم تر قط عینی
واجمل منک لم تلد النساء
خُلقت مبرأ من کل عیب
کأنک قد خلقت کما تشاء

کی آواز نکلتی ہے۔

خالق کائنات نے نبی رحمۃ للعالمین کی ذات عالی کو اس کائنات کے لئے ایسا خیر کل، خیر کا مرکز اور منبع بنا کر وجود بخشا تھا، کہ آپ کی بعثت کے بعد ہر خیر اور ہر طرح کی برکات آپ کی ذات عالی، آپ کے زمان ومکان اور آپ کی سیرت واخلاق کے نور کے ساتھ وابستہ کر دی گئی تھیں، احکم الحاکمین رب کائنات نے اپنی مشیت میں آپ کی ذات عالی کے نورانی اور منبع خیر سے وابستگی پر رہتی دنیا تک برکت وقبولیت اور خیر کا دار ومدار فرما دیا۔ رب کائنات علی کل شئی قدیر ذات نے اپنا قانون طے فرما دیا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کی بعثت کے بعد اب رہتی دنیا تک جس بندہ کو اپنی قسمت چمکانی ہے، اپنی زندگی میں خیر، نورانیت، برکات اور ہماری بارگاہ میں محبوبیت، اور مقبولیت حاصل کرنی ہے، وہ ہمارے نبی رحمۃ للعالمین کی زندگی سے قرب پیدا کرے، اس کے نور سے اپنی زندگی کے اندھیروں کو روشن اور منور کرے، اور اس منبع نورانی سے کروڑہا کروڑ خوش قسمت بندگان خدا اس قانون قدرت سے فائدہ اٹھا کر اپنی زندگی کے اندھیروں کو نورانیت میں تبدیل کر چکے ہیں۔

محبوب رب العالمین، نبیوں اور رسولوں کے سردار، معراج کے دولہا سید الاولین والآخرین کی ذات عالی، آپ کی سیرت، آپ کی سنتوں، آپ کے عادات واخلاق، اور آپ کے اوصاف وکمالات کا تذکرہ، اتنا مقدس، اتنا معتبر، اتنا محترم اور اتنا اعلیٰ اور نفع بخش ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے صاحب قلم، صاحب زبان اولیائے کاملین، اتقیائے صادقین، عارفین، دانش ور، مفکرین اور ملت کے امام وپیشوایان امت اس موضوع پر قلم اٹھاتے ہوئے،

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اوراس موضوع پر کچھ خامہ فرسائی کرتے ہوئے، حددرجہ احساس کمتری کا شکار، اپنے کو عاجز، اور بے بس خیال کرتے نظر آتے ہیں، اور بڑے سے بڑے انشاء پرداز، صاحبِ دل اور صاحب عشق ومحبت اس موضوع پرزبان وقلم کوجنبش دیتے ہوئے، کپکپاتی زبان حال سے یہ کہتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں:

ہزار بار بشویم دہن بہ مشک وگلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بےادبی است

مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ علم وعمل، کردار وگفتار، فہم وشعور، زبان وبیان اور ہرلحاظ سے تہی داماں انسان کے لئے اپنی زندگی میں خیر، اپنے ظاہر وباطن کی ظلمات، گندگی اور خباثت کوکم کرنے کے لئے نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد کوئی آسرا اور سہارا اس کے علاوہ نہیں کہ وہ آپ کی ذات عالی کے منبع خیر اور آپ کے مخزن عطا کا بھکاری بن کر، آپ کا ذکر، آپ کی محبت، آپ کی پیروی کرکے اپنی قسمت کوسنوارنے اور اپنی زندگی، اپنی گفتار و کردار کے اندھیروں کوآپ کی ذات عالی اور محبت کے نور سے منورکرکے دارین کی فلاح وکامرانی حاصل کرنے کی اپنی بساط بھر سعی کرے۔

اسی لالچ اوراحتیاج میں اس عاجز اورعلم وعمل سے کورے، ایسے دیہاتی گنوار نے ۲۰۰۳ء اور ۲۰۰۴ء میں ماہنامہ ارمغان کا سہارا لے کر آخری درجہ میں خصوصاً اس راہ میں تہی داماں ہونے کے احساس کمتری کے باوجود اس نورانی، معتبر اور بابرکت موضوع پر سبق یاد کرنے کے لئے ''ہرمرض کی دوا ہے صلّ علیٰ محمدؐ'' کے عنوان سے کچھ کالی لکیریں کاڑھی تھیں، کہ دیہاتی اور علمی صلاحیت سے عاری گنوار کولکھ لکھ کر ہی سبق یاد ہو پاتا ہے۔ جو قسط وار ''ارمغان'' میں اس حقیر کے دست راست محبّ گرامی مولانا وصی سلیمان ندوی ایڈیٹر ارمغان کی کرم فرمائی کے صدقہ میں کافی عرصہ تک شائع ہوتا رہا۔ جس میں یہ سبق یاد کرنے، مستحضر کرنے اور قارئین ارمغان کو یاد کرانے کی کوشش کی گئی تھی کہ:

اس کائنات اور صدر کائنات انسان کے رب اور خالق و مالک نے، اربوں ارب انسانوں میں صرف اور صرف نبی رحمۃ للعالمین، نبی الصادق والمصدوق ﷺ کی ذات عالی اور آپ کی سیرت وسنت کو، قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے اسوہ حسنہ، اور انسان کی انفرادی اوراجتماعی زندگی کی فلاح وکامرانی اور اس کی دنیا وآخرت کی بھلائی اور کامیاب بنانے کے لئے آئیڈیل اور رول ماڈل بنایا۔ آپ ﷺ کی سیرت پاک اور حیات مبارکہ کے ایک ایک جز، اور آپ کی ایک ایک روزمرہ کی سنتوں میں دارین کی خیر، اور انسانیت کے لاینحل مسائل کا حال، اور بڑے دردوں کا درماں رکھا ہے، حکیم وخبیر رب کائنات نے اپنے آخری نبی ﷺ کی نبوت کے خاتمہ کا اعلان فرما کر اب پوری دنیا تک اللہ کے کامل مکمل دین اسلام کو پہنچانے اور پوری انسانیت کو ان کی زندگی کے اصول سکھانے اور انسانیت کوکفر وشرک کی ظلمات سے نکال کر اسے جہنم کے راستہ سے بچا کر ایک اللہ کے حضور سرنگوں کرکے، اس کے سر پر توحید کا تاج پہنانے اور جنت کا راستہ دکھانے کے لئے اپنے آخری رسول ﷺ کو نبی اور رسول بنا کر، دعوت کوآپ کی سنت مقصودہ قرار دیا، اور نبی اکرم ﷺ پرختم نبوت کا اعلان کرکے نبیوں کی اس سنت مقصودہ کوآپ کی ختم نبوت کے صدقہ میں امت مسلمہ کا فرض منصبی قرار دے کرہمیں خیر امت کا عظیم لقب دیا، اور بڑی شان کے ساتھ اپنے کلام مقدس میں امت مسلمہ کا تذکرہ اس شان کے ساتھ فرما کر:

کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتومنون بالله. (سورہ آل عمران: ۱۱۰) تم بہترین امت ہو، جولوگوں کے لئے نکالی گئی ہے، تم نیکیوں کا حکم دیتے ہو، برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

دعوت کو ہمارا منصب، پہچان، شعار، مقصد زندگی، منصبی فریضہ اور پیشہ بنا کر ساری دنیا کے انسانوں کو ہمارا مدعو بنایا، اور

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

قیامت تک امت کی سربلندی کا اور سرفرازی کا تاج ہمارے سر پر رکھنے کا انتظام رب کائنات نے فرمادیا۔

ارمغان کے دوسالہ پرچوں کے اوراق پر پھیلے اس سبق میں قرآن وحدیث اور تاریخ کے حوالوں سے اور میرے حضرت والاحضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں کے قدموں کی برکت سے رب کائنات کی طرف سے عطا فرمودہ دعوت کے ٹوٹے پھوٹے تجربات اور واقعات وشواہد سے یہ بات عرض کرنے اور یاد کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ امت کے تمام انفرادی، اجتماعی، تعلیمی، معاشرتی، روحانی، سیاسی، اقتصادی اور خاندانی مسائل صرف ہمیں اس لئے درپیش ہیں کہ ہم داعی امت تھے، اور داعی نہیں رہے تو مدعو بن گئے۔ داعی بنا کر ہمیں سخی بنایا تھا، اب مدعو بن کر ہم فقیر بن گئے۔ اوپر کا پہلوان نیچے، اور نیچے کا پہلوان اوپر آجائے، تو پھر نفسیات بدل جاتی ہے، اب علاج صرف یہ ہے کہ امت اپنے دعوت کے منصب پر کھڑی ہو، اور نبی رحمۃ للعالمین ﷺ کے نورانی اور بابرکت اسوہ حسنہ، زندگی کی ہر ادا، اور زندگی کی عام سنت ہمارے لئے ذریعہ صد خیر اور اللہ کی بارگاہ میں مقبولیت اور محبوبیت حاصل کرنے اور دارین کی کامیابی اور کامرانی کا ذریعہ ہے، اور نبی اکرم ﷺ کی سنت مقصودہ دعوت جو بحیثیت خیر امت ہمارا فرض منصبی ہے، صرف وہی اس خیر کی شاہ کلید اور صرف اور صرف ہمارے تمام انفرادی اور اجتماعی مسائل کا حل ہے۔

قارئین ارمغان، دوستوں، بلکہ بزرگوں اور اہل علم کا تقاضا تھا کہ اس سلسلہ کے مضامین کو جمع کر کے کتابی شکل میں شائع کیا جائے، اس کا ارادہ بھی کرلیا تھا اور اس حد تک بات طے ہوگئی تھی کہ اس حقیر نے اپنے ایک بزرگ، میرے حضرت والا کے محبّ و حبیب، اور اپنے شفیق محسن، ایک مثالی عاشق رسول، قابل رشک داعی، محبّ و مداح رسول، وارث نبی حضرت مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی سابق معتمد تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء سے بطور تبرک کچھ کلمات بطور مقدمہ تحریر فرمانے کی درخواست بھی پیش کردی تھی، اور انھوں نے ازراہ شفقت فوراً وہ کلمات برکات بطور مقدمہ ارسال بھی فرمادیئے تھے۔

مگر ہوتا وہی ہے جو فعال لما یرید کی ذات عالی چاہتی ہے۔ مضامین پر نظر ثانی کرنی تھی، اور بے ترتیب مضامین میں ربط کی کوشش بھی، احباب اور بزرگوں کے بہت تقاضے کے باوجود اس گھسیارے کی بے نظم زندگی اور بے تکے اسفار اور ان سب سے زیادہ کاہلی اور سستی اور شاید اس سے بڑھ کر گناہوں سے نحوست کی وجہ سے یہ کام نہ ہوسکا، اور اس نورانی موضوع پر کچھ کرنے کی توفیق اس حقیر کو نہیں ہوسکی۔

اس مضمون کے لگاتار سنانے، اور بذریعہ قلم قارئین ارمغان کی خدمت میں پیش کرنے سے رب کائنات نے اس زاویہ نگاہ سے غور کرنے کی راہ بھی سجھادی تھی، اس لئے اس کے بعد بھی ارمغان کے صفحات میں اس سے مناسبت رکھنے والی کچھ اور گذارشات کرنے کا موقع مل گیا۔

رب کریم کی رحمت کے قربان، کہ اس ذات عالی نے ایک بے حقیقت اور موذی مخلوق ''کورونا'' کو بھیج کر اس حقیر جیسے آوارہ اور سات گھروں کا کھانا کھانے کے، اور مسلسل سفر کے عادی بندہ کو، پھلت گاؤں کے کھلے اور بڑے مکان کے بجائے، دہلی کے محدود گھر میں قید کرکے اسے یہ سعادت نصیب فرمائی کہ وہ اپنے گناہوں اور عیبوں کے لئے اللہ کے حضور توبہ واستغفار کرکے اور استغفار کو بارگاہ ایزدی میں قبول کرانے کے لئے، محبوب رب العالمین نبی حضرت محمد ﷺ کے ذکر کا وسیلہ اور سہارا حاصل کرے۔ یہ بے بضاعت کن الفاظ اور زبان سے رب کریم کا شکر ادا کرے کہ اللہ تعالی نے یہ سنہرا موقع عطا فرمایا اور اس حقیر اور رفقاء کو سالوں سے جس مبارک تذکرہ کی فکر اور انتظار تھا، میرے رب کریم نے اس گندے اور عاجز بندہ کو اس کا ذریعہ بنادیا۔

نبی رحمت ﷺ کے فرمان: **من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ** (ترمذی) کی تعمیل میں رب کریم کی حمد وثنا، اس کی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ذات عالی کے شکر و احسان کے بعد، قارئین اور ناظرین کی خدمت میں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ ان مضامین کی جمع و ترتیب اور اس کے قابل اشاعت بننے میں اس حقیر سے کہیں زیادہ اس تہی داماں کے دست راست رفیق گرامی مولانا وصی سلیمان ندوی زید مجدہ کی علم وعمل اور عمر میں برکت کی دعا فرمائیں ، جو اس حقیر کی طرف سے تحریر کردہ بے ہنگم اور بے ربط باتوں اور گذارشات کی نوک پلک درست کر کے ان کو مرتب کر کے اس لائق بناتے ہیں کہ قارئین اس کو پڑھ اور سمجھ سکیں، ورنہ یہ حقیقت ہے کہ یہ حقیر تو خود اپنی لکھی تحریر کو خود پڑھنے سے بھی کبھی کبھی قاصر ہو جاتا ہے۔ اصل میں یہ ترتیب وپیش کش مولانا موصوف کی ہے، بس اس حقیر کا تو ایک طرح سے نام ہی اس میں شامل ہے۔

اس کے بعد ہمارے محبّ وحبیب داعی دین جناب مفتی محمد روشن شاہ صاحب قاسمی بھی اس سلسلہ میں اس حقیر کی طرف سے اور قارئین کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں کہ بار باران کا بھی تقاضا اس کام کو کرنے کا ہوتا رہا، اور وہ اس کو اپنے یہاں سے شائع کرنا چاہ رہے تھے، ان سے مناسبت اور تعلق ومحبت کی وجہ سے یہ حقیر اس کام کو کرنے پر کسی طرح مجبور ہو گیا، رب کریم کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں بلا استحقاق قبولیت سے نوازیں اور اس کو سب سے پہلے اس عاجز اور بے نوا کو، اس کی اشاعت میں کوشش کرنے والوں کو، اس کے مرتب ، اس کے ناشر اور اس مضمون کے پڑھنے والوں کو، نبی کی سیرت اور آپ ﷺ کی سنت مقصودہ دعوت سے جنون کی حد تک محبت اور قرب عطا فرما کر، اس سلسلہ کو نبی رحمۃ للعالمین کے قدموں میں جگہ عطا فرمانے کا ذریعہ بنائے، اور ہمیں دعوت کو مقصد بنا کر زندگی گذارنے کا گر سکھا کر ہمیں اور ہر امتی کو اللہ کے رسول ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔

خاک پائے خدام دین

محمد کلیم صدیقی

نعت شریف

جناب سرفراز بزمی

رعشہ جہانِ کفر میں ، کانپی فضائے خیبری
اے کہ تیرے وجود سے لات و ہبل میں تھرتھری

ثور و حرا ترا مقام ، جن و بشر ترے غلام
کاسہ بکف ترے حضور ، سارا جہانِ قیصری

تو نے عجب عطا کیا ، فقر و غنا کا فلسفہ
دل کا فقیر تو فقیر ، دل کی غنا تونگری

جنبش لب کی بات کیا ، رب کا کہا ترا کہا
اے کہ اشارہ بھی ترا ، شق قمر کا مظہری

تیرے قدم سے زلزلے قصر توہّمات میں
ضرب اَحد سے چور چور سارے بتانِ آذری

پل میں حرم سے قدس تک، پل میں زمیں سے تا فلک
تیرے براق پر کہاں ، برق تپاں کو برتری؟

رونق بزم کن فکاں ، نازش حسن عرشیاں
تیرے غلام کے غلام ، سارے جنید و سنجری

داروئے دردِ دل شہا ! نغمہء جاں فزا ترا
تیرا جمال دل ربا کون و مکاں کی دل بری

خنجر طائف و اُحد روک سکے نہ تیری راہ
توڑ سکا نہ جبر ثور ، تیرا حصار بندگی

بزمِ کوچہ گرد پر ہو نہ حضور اگر نظر
کیسا غزل کا قافیہ ، کیسی سخن شناوری

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ملک کے موجودہ حالات میں

ہم کیا کریں؟

خطاب حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی مدظلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند

ترتیب و تلخیص: مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

اس وقت ملک کے جو تشویش ناک حالات ہیں وہ سب کے سامنے ہیں، ہر شعور رکھنے والا جانتا ہے کہ مسلمان، اسلام اور اسلامی شعائر کے خلاف دن بہ دن دائرہ تنگ کیا جارہا ہے، حالات نازک سے نازک تر ہوتے جارہے ہیں، پہلے بھی فسادات ہوتے تھے کچھ دکانیں جل جاتی تھیں، کچھ مکانات میں آگ لگ جاتی تھی، کچھ لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے تھے، پھر آہستہ آہستہ زخم مندمل ہوجاتے تھے؛ لیکن اب شرعی احکام اور شعائرِ اسلام پر حملے ہورہے ہیں، اسلامی حجاب پر، نمازِ جمعہ کھلے میں ادا کرنے پر اور لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ اذان دینے پر پابندی عائد کی جارہی ہے نیز اس طرح کے کئی ایک مسائل (جن کا اسلامی تشخص سے تعلق ہے) برابر اٹھائے جارہے ہیں اور ماحول کو زیادہ سے زیادہ زہریلا اور گندا کرنے کی کوشش ہورہی ہے۔

ابھی حالیہ دنوں میں The Kashmir file کے نام سے کشمیری پنڈتوں سے متعلق ایک فلم بنائی گئی اور پورے ملک میں دکھائی گئی؛ جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے خلاف غیر مسلموں کے دلوں میں نفرت کا جذبہ پیدا ہو، وہ اشتعال میں آئیں اور انتقامی کارروائی کے لیے انھیں ابھارا جائے۔

ناموافق حالات مسلسل آرہے ہیں اور ایسا نہیں ہے کہ لوگوں کو اس کا علم و ادراک نہیں۔ سب جانتے ہیں؛ مگر اس کے مقابلے کے لیے تیار نہیں؟ جو لوگ دانشور کہلاتے ہیں یا اپنے کو فکرمند ظاہر کرتے ہیں وہ سوائے قائدین کو کوسنے اور سوشل میڈیا پر زبانی جمع خرچ کے کچھ نہیں کررہے ہیں، عام مسلمانوں کو اس موقع پر کیا کرنا چاہیے؟ یہ بات کسی کی طرف سے سامنے نہیں آرہی ہے، آج میں یہی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان حالات میں ہماری کیا ذمہ داری بنتی ہے؟ اور ہم سب کو کیا کرنا چاہیے؟ میرے خیال میں تین کام ہیں جو اس وقت ہمارے کرنے کے ہیں۔ میں سب سے پہلے اپنے آپ سے مخاطب ہوں، پھر اپنے اہلِ خانہ و متعلقین سے، پھر اہلِ محلّہ و اہلِ شہر سے اور پورے ملک کے لوگوں سے جہاں تک یہ آواز پہنچ سکتی ہے۔

پہلا کام

سب سے پہلی چیز اپنے ایمان کو مضبوط کریں اور اعمال و اخلاق کو درست کریں، اللہ جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں: وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (آل عمران:۱۳۹) تم کمزور مت پڑو اور رنجیدہ مت ہو، تم ہی سربلند رہوگے بشرطے کہ تم ایمان والے ہو، یعنی ایمان تمہارے اندر مضبوط ہو اور ایمان کے تقاضوں پر عمل کرتے ہو تو یقینی طور پر تمہیں کامیابی اور سربلندی ملے گی۔ یاد رکھیں! یہ اللہ کا جو اعلان ہے، وہ ہمیشہ کے لیے ہے: فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا (فاطر:۴۳) تم ہرگز اللہ کے طریقہ میں کوئی تبدیلی نہیں پاؤگے، اللہ کے فیصلہ میں کوئی ردّ و بدل نہیں ہوگا، جو ضابطہ ہے، وہ ہمیشہ کے لیے ہے۔

لہٰذا سب سے پہلا کام تو یہ ہے کہ کمزور نہ پڑیں، بزدل نہ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بنیں، دل میں ایمانی قوت پیدا کریں، موت ایک مرتبہ آنی ہے اوروقت مقرر پرآنی ہے، یہ ہمارا عقیدہ ہے،اس کا استحضار رکھیں۔

موت کا ایک دن معیّن ہے

ایمان کی بنیادی چیزوں میں یہ بات شامل ہے کہ جب بندہ پیدا ہوتا ہے تو اللہ کی طرف سے اپنی عمر متعین کرواکے آتا ہے: فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ (الاعراف:۳۴) جب مرنے کا متعین وقت آجاتا ہے تو بندہ نہ ایک لمحہ آگے جاسکتا ہے اور نہ ایک لمحہ پیچھے آسکتا ہے۔قرآن مجید کے مطابق آدمی اگر مضبوط قلعوں کے اندر بھی چھپ کر بیٹھے گا تو موت وہاں پہنچ کر رہے گی؛ اس لیے موت تو آنی ہے، ہر ایک کو آنی ہے، اپنے وقت پر آنی ہے اور صرف ایک مرتبہ آنی ہے؛ لہٰذا موت کے خوف سے آدمی کا ہر وقت ڈرتے رہنا اور اپنے دل کو کمزور کرنا یہ ایمانی قوت کے بالکل خلاف ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حال تو یہ تھا کہ ان کو میدان جنگ میں برچھی لگتی تو وہ کہتے: فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ خدا کی قسم میں تو کامیاب ہوگیا؛ اس لیے دل کو مضبوط رکھیں اور جو کام کرنے کے ہیں، انھیں کرتے رہیں، ایمان کو طاقت ور بنانے کے ساتھ ساتھ اعمال کی اصلاح کریں، اخلاق کو درست کریں، جلوت اور خلوت کی زندگی کو تقوی والی زندگی بنائیں، اللہ کی نافرمانی سے اپنے آپ کو بچائیں، رمضان ہو کہ غیر رمضان نمازوں کا اہتمام سو فیصد ہو، دیگر اسلامی احکامات پر مکمل عمل پیرا رہیں، اسی طرح جو ہماری اخلاقی کمزوریاں اور خرابیاں ہیں، ان سے خود بھی رکیں اور توبہ کریں، ساتھ ہی ساتھ اپنے گھر والوں کو، بچوں کو، عورتوں کو، جوانوں کو ان سے روکیں، ماحول سے خرابیوں کو مٹانے کی کوشش کریں؛ اس لیے کہ اللہ کی مدد تقوی اور صبر کے ساتھ مشروط ہے: اِنَّهٗ مَنْ یَّتَّقِ وَیَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ (یوسف:۹۰) جو آدمی تقوی اختیار کرتا ہے، اللہ سے ڈرتا ہے اور دین پر جم جاتا ہے، اللہ تعالی اس کی مدد فرماتے ہیں اور اس کے اجر کو ضائع نہیں فرماتے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اِسی تقوی اور صبر کی بنیاد پر مدد ہوئی ہے؛ لہٰذا ہم بھی اپنے ایمان کو بنائیں، اعمال کو درست کریں اور اخلاق کو سنوارنے کی فکر کریں۔

دوسرا کام

دوسری چیز یہ ہے کہ اپنے عمل کے ذریعہ اسلام کا سچا پیغام لوگوں تک پہنچائیں؛ اس لیے کہ ایک تصویر تو اسلام اور مسلمانوں کی وہ ہے جو دوسروں کی طرف سے دنیا والوں کے ذہن میں بٹھائی جارہی ہے کہ یہ متشدد ہیں، دہشت گرد ہیں، بداخلاق ہیں، قاتل ہیں، خونی ہیں وغیرہ، اور ایک اسلام اور مسلمانوں کی حقیقی تصویر ہے جو ہمیں اسلام نے سکھائی ہے، جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہے، جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قائم تھے، یعنی ہم امن پسند ہیں، غریبوں، مسکینوں اور پڑوسیوں کے مددگار ہیں، انسانیت کی بنیاد پر ایک دوسرے کی خبر گیری اور ہمدردی کرنے والے ہیں۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ اپنے عمل کے ذریعہ اِس کو ثابت کریں اور یہ بھی ذہن میں رکھیں! اغیار کی غلط تشہیروں، فرضی فلموں اور بے بنیاد پروپیگنڈوں کے ذریعہ مسلمانوں کے تشدد پسند، دہشت گرد اور خونخوار ہونے کا جو تصور بٹھایا جارہا ہے، یہ صرف تقاریر و بیانات سے ختم نہیں ہوگا؛ بل کہ عمل کے ذریعہ اس کا ازالہ کرنا ہوگا۔

آپ دیکھ لیجیے! ابھی سال دوسال پہلے لاک ڈاؤن کے زمانہ میں جو پریشانیاں آئی ہیں، زندگی کے لالے پڑے ہیں، کھانے پینے کی چیزوں کا قحط ہوا ہے، اس موقع پر جن مسلمانوں نے اسلامی اخلاق اور انسانیت نوازی کا مظاہرہ کیا، اُس کا اثر برادرانِ وطن پر پڑا اور جو مسلمانوں سے نفرت کرنے والے تھے، ان کے اندر احساس پیدا ہوا اور اُنھیں بھی یہ کہنے پر مجبور ہونا پڑا کہ ہم مسلمانوں کے بارے میں غلط رائے رکھتے تھے!۔ایسا کیوں ہوا؟ اِس لیے کہ اُس وقت اسلامی اخلاق کا مظاہرہ کیا گیا، اسلام کا عملی تعارف پیش کیا گیا اور نبوی تعلیمات کا نمونہ دکھایا گیا۔اگر

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہماری زندگی میں یہ کام ہمیشہ زندہ رہیں اور ہم نفرت کا جواب نفرت سے دینے کے بجائے محبت سے دینے لگ جائیں تو ان شاءاللہ اُس کا ضرور اثر ہوگا اور اچھے نتائج سامنے آئیں گے:

اُن کا جو فرض ہے وہ اہلِ سیاست جانیں
میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے

ہمیں محبت کا پیغام عام کرنا چاہیے، محبت کا پیغام پہنچانا چاہیے اور محبتوں کو بانٹنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہمیں ہرگز دوسروں پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے، جو حالات چل رہے ہیں، ہم دیکھ رہے ہیں، نہ کوئی سیاسی پارٹی اِن کے خلاف آواز اٹھا رہی ہے، نہ کوئی سیاسی لیڈر کھل کر سامنے آرہا ہے، ہمیں جو کچھ کرنا ہے اپنے زور بازو اور قوت ایمانی کی بنیاد پر کرنا ہے؛ اس لیے اپنے اعمال و اخلاق کو درست کریں اور دل کے اندر ہمت پیدا کریں۔

اب رہا یہ سوال کہ حالات کی بنا پر جو دل میں کمزوری آرہی ہے، ذہن میں جو خوف بیٹھا ہوا ہے، عجیب طرح کی دہشت طاری ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ اور یہ کیسے دور ہوگی؟

ہماری بے وزنی کا اصل سبب

اس موقع پر ایک حدیث یاد آئی، جو پہلے سے آپ کے علم میں ہوگی اور آپ بارہا سن چکے ہوں گے، وہ حدیث آج کے حالات پر من وعن صادق آرہی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا، فَقَالَ قَائِلٌ: وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ قَالَ: ”بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزِعَنَّ اللَّهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهَنَ“ فَقَالَ قَائِلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْوَهَنُ قَالَ: ”حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ“.

ترجمہ: قریب ہے کہ دیگر قومیں تم پر ایسے ہی ٹوٹ پڑیں، جیسے کھانے والے پیالوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں، (آپ کا یہ فرمان سن کر) ایک کہنے والے نے کہا: کیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: نہیں؛ بلکہ تم اس وقت بہت ہوگے؛ لیکن تم سیلاب کے جھاگ کی طرح (بے وقعت) ہوگے، اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے سینوں سے تمہارا خوف نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں ”وہن“ ڈال دے گا۔ ایک کہنے والے نے کہا: اللہ کے رسول! وہن کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دنیا کی محبت اور موت کا ڈر ہے۔ (ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت یہ پیشین گوئی فرمائی تھی، اس وقت صحابہ کرام کی شوکت تھی، قوت تھی دبدبہ تھا، ایک مہینے کے فاصلہ تک ان کا رعب پہنچا ہوا تھا؛ اس لیے وہ آپ ﷺ کا ارشاد سن کر تعجب سے کہنے لگے: کیا اُس وقت ہم لوگ تعداد کے اعتبار سے بہت تھوڑے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! تم لوگ اُس وقت تعداد میں بہت ہوگے؛ لیکن تمہاری حیثیت وہ ہوگی جو سیلاب کے زمانے میں پانی کی سطح پر بہنے والے کوڑے کرکٹ اور جھاڑ جھنکاڑ کی ہوتی ہے، نہ ان کی کوئی قدر و قیمت ہوتی ہے، نہ ان کے اندر کوئی طاقت وقوت ہوتی ہے، وہ بہاؤ سے اپنے آپ کو نہیں روک سکتے، وہ اپنے وجود کو باقی نہیں رکھ سکتے، پانی کا بہاؤ جدھر لیے جارہا ہے، بہتے چلے جارہے ہیں، کہیں کوئی چیز آگئی ٹکرا گئے، نشیب آیا تو نیچے گر گئے۔ بالکل اِسی طرح تم بے وقعت ہوجاؤ گے۔

مزید فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں کمزوری پیدا کردے گا۔ صحابہ نے پوچھا کہ یہ بزدلی کہاں سے آئے گی اور کیوں آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے دو سبب ہوں گے: دنیا کی محبت اور موت کی کراہیت۔ یہ دو اسباب ہیں جو بزدلی لانے والے اور دل میں کمزوری پیدا کرنے والے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ جو اسباب کمزوری اور بزدلی لانے والے ہیں ان کا علاج یہ ہے کہ ان کو ختم کیا جائے اور انھیں ہٹانے کی کوشش کی جائے۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دنیا کی محبت کیا ھے؟

دنیا کی محبت یہ ہے کہ ہم آخرت کی زندگی سے غافل ہوجائیں اور دنیا کی فانی لذتوں کے اسیر بن جائیں۔ یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آج نیند ہمیں پیاری ہے، نماز پیاری نہیں، ہم سود لے رہے ہیں، جھوٹ بول رہے ہیں، بے ایمانی کررہے ہیں، وعدہ خلافی کررہے ہیں، خیانت کررہے ہیں، وارثوں کا حق مار رہے ہیں، پڑوسیوں کو تکلیف پہنچا رہے ہیں، بے ایمانی کر رہے ہیں اور یہ سب کام چار پیسے کی خاطر، تھوڑی سی لذت اور تھوڑی سی راحت کی خاطر کیے جارہے ہیں، یہی حب الدنیا ہے؛ جس کے ہوتے ہوئے اللہ کی مدد نہیں آسکتی۔ ایک مقام پر ارشاد باری ہے: قُلْ إِن كَانَ آبَآؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَآ أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُواْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ. (التوبۃ:۲۴)

ترجمہ: اے پیغمبر! مسلمانوں سے کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارا خاندان، اور وہ مال و دولت جو تم نے کمایا ہے اور وہ کاروبار جس کے مندا ہونے کا تمہیں اندیشہ ہے، اور وہ رہائشی مکان جو تمہیں پسند ہیں، تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے، اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں، تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر فرمادے اور اللہ نافرمان لوگوں کو منزل تک نہیں پہنچاتا۔

یاد رکھیں! صرف فریاد کرنے اور حالات کا شکوہ کرنے سے کچھ نہیں ہوگا، اپنے اندر قوت پیدا کریں اور جن راستوں سے یہ کمزوری آرہی ہے، ان کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالی کے یہاں ایمان و اعمال کی بنیاد پر فیصلے کیے جاتے ہیں اور ایمان والوں کے امتحانات بھی ہوتے ہیں، ہم جانتے ہیں کہ صحابہ پر حالات آئے، غزوہ احد میں حالات آئے، غزوہ حنین میں حالات آئے اور صرف آپ ﷺ ہی پر نہیں، پچھلے انبیاء کرام پر بھی حالات آئے؛ جن کا قرآن میں تذکرہ کیا گیا کہ انھیں جھنجھوڑ کر رکھ دیا گیا یہاں تک کہ رسول اور اُن کے امتی کہنے لگے آخر اللہ کی مدد کب آئے گی، اللہ فرماتے ہیں: سنو! اللہ کی مدد قریب ہے۔

ایک مقام پر اسی ابتلاء و آزمائش کا یوں ذکر کیا گیا: وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوفِ وَ الْجُوعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَ الْأَنفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِينَ (البقرۃ: ۱۵۵) ہم ضرور تم کو آزمائیں گے؟ کس چیز سے آزمائیں گے؟ کچھ خوف میں مبتلا کریں گے، فاقے میں مبتلا کریں گے، مالوں کی کمی میں مبتلا کریں گے، جانوں کی کمی میں مبتلا کریں گے، پیداوار کی قلت کے ذریعہ آزمائیں گے، یہ سارے حالات ہماری طرف سے ضرور بالضرور آئیں گے؛ لیکن یہ امتحان ہوگا اور امتحان کس لیے ہوتا ہے؟ یہ دیکھنے کے لیے کہ کون اس میں کامیاب ہوتا ہے اور کون ناکام ہوتا ہے۔ جو کامیاب ہوتا ہے وہ نوازا جاتا ہے اور جو ناکام ہوتا ہے اس کو سزا ملتی ہے، اور پھر فرمایا، اس امتحان کے اندر کامیابی انہی لوگوں کو ملے گی جو ثابت قدم رہنے والے اور صبر کرنے والے ہیں، صبر کے معنی صرف مصیبت برداشت کرنا نہیں ہے، بلکہ مصیبت ہو یا راحت ہر حال میں دین پر جمے رہنا، ہر طاعت کو اختیار کرنا، ہر معصیت سے اپنے نفس کو روک کر رکھنا اور حالات کو اللہ کی طرف سے سمجھ کر انھیں برداشت کرنا، یہ صبر کا مجموعہ ہے۔ یعنی طاعت پر صبر، معصیت سے بچنے کے لیے صبر اور مصیبت پر صبر۔ جہاں یہ صبر کی تینوں قسمیں پائی جائیں گی، اللہ فرماتے ہیں: ان صبر کرنے والوں کو خوش خبری سنا دیجیے! جن کا شیوہ اور طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کے پاس ہمیں لوٹ کر جانا ہے؛ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی طرف سے خصوصی رحمتیں بھی نازل ہوتی ہیں اور عام رحمت میں بھی ان کا حصہ ہوتا ہے اور یہی سیدھے راستے پر چلنے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

والے ہیں۔

تیسرا کام

ان حالات میں تیسرا کام یہ ہے کہ ہم دعاؤں کا اہتمام کریں۔میں نے سب سے اخیر میں دعا کا ذکر کیا ہے؛اس لیے کہ صرف قنوتِ نازلہ پڑھنے سے،صرف آیاتِ کریمہ کا ختم کرنے سے اور صرف حصنِ حصین پڑھ کر ہاتھ اٹھانے سے حالات نہیں بدلیں گے۔حالات بدلیں گے اپنے آپ کو بدلنے سے اور اپنے اندر انقلاب پیدا کرنے سے:

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

ہم اپنے کو بدلیں گے تو سب کچھ بدلے گا،اللہ تعالیٰ کے یہاں فیصلے اعمال اور اخلاق کی بنیاد پر ہوا کرتے ہیں،دعائیں اپنی جگہ ضروری ہیں،اللہ پاک ہی دعائیں قبول کریں گے؛لیکن دعاؤں کے ساتھ ہمیں بھی کچھ کرنا ہوگا؛اس لیے صرف دعاؤں پر اکتفا نہ کریں۔

خلاصہ کلام

ابھی جو باتیں آپ کے سامنے رکھی گئی ہیں،اجمالی طور پر ان کا اعادہ مناسب سمجھتا ہوں۔

سب سے پہلی بات:اپنا ایمان مضبوط کریں،اپنے اعمال و اخلاق کو درست کریں،گناہوں سے توبہ کریں اور نئے سرے سے زندگی کا آغاز کریں۔

دوسری بات:برادرانِ وطن اور پڑوسیوں کے سامنے اسلامی اخلاق و کردار کی وہ تصویر پیش کریں جو مسلمانوں کی حقیقی تصویر ہے،جو اسلام کی حقیقی تعلیم ہے؛ تاکہ ان کے ذہن کو گندگی سے بھرنے جو کوشش ہو رہی ہے اس کا عملی توڑ ہو سکے۔

تیسری بات:دعائیں کرتے رہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے دل کو مضبوط رکھیں،خوف و دہشت دل سے نکالیں،موت کا خوف ختم کریں،یاد رکھیں!موت اپنے وقت پر آئے گی،وہ ایک مرتبہ آئے گی،کوئی موت کو روک نہیں سکتا؛لیکن موت کے ڈر سے ہم گھر کے اندر بیٹھے کانپتے رہیں،یہ طریقہ درست نہیں ہے،اپنی حفاظت کا حق شریعت اور قانون نے ہم کو دیا ہے،اس کا استعمال کریں،خدانخواستہ حالات ایسے آجائیں کہ ہماری جان اور مال پر حملہ ہو جائے تو ہم بزدل بن کر گھر میں نہ بیٹھے رہیں۔ہم امن و امان کے محافظ ہیں؛اس لیے اپنی طرف سے امن کے خلاف کوئی اقدام نہ کریں؛لیکن اگر ہماری جان و مال اور عزت و آبرو پر کوئی حملہ آور ہوتا ہے تو صرف چھت پر چڑھ کر نعرہ تکبیر نہ لگائیں؛بلکہ اللہ نے جتنی طاقت و ہمت دی ہے،جتنی استطاعت ہے،جو اسباب فراہم ہیں،ان کے ذریعہ اپنا دفاع کرنے کی کوشش کریں!

اخیر میں پھر کہوں گا کہ موت آئے تو عزت کے ساتھ آئے؛لیکن دلوں میں بزدلی اور کمزوری بٹھا کر اپنے کو دوسروں کے سپرد کر دینا،ایمان والے کی شان نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور صحیح طور پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین!

تین شعر

ڈاکٹر تنویر گوہر مظفر نگری

لہجہ شیریں ہو اگر آپ کا،آساں ہے بہت
اپنوں کو دل کے قریں،غیروں کو اپنا کرنا

رکھنا عقبیٰ کی تمنا ہی ہمیشہ دل میں
دوست ہرگز نہ کبھی خواہشِ دنیا کرنا

ایک ہی در پہ جھکا کرتی ہے گوہر کی جبیں
اس کے مسلک میں نہیں غیر کو سجدہ کرنا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

۷۲ حوریں

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اچھے عمل پر جزاء وانعام اور بُرے عمل پر سزا اور جرمانہ عقل کا بھی تقاضا ہے اور فطرت کا بھی، یہی وجہ ہے کہ جاہل سے جاہل انسان اپنے محسن کے ساتھ اچھی طرح پیش آتا ہے اور بعض جانور بھی اپنے مالک کے ساتھ کمال محبت اور وفاداری کا اظہار کرتے ہیں؛ کیوں کہ اچھے عمل پر اچھا بدلہ اور برے رویے پر اس کے مطابق ردعمل فطرت کا حصہ ہے، یہی وہ حقیقت ہے جو اس دنیا کے بعد آخرت کے قائم کئے جانے کو بتلاتی ہے، دنیا میں انسان بہت سی نیکیاں کرتا ہے؛ لیکن اس دنیا میں اس کو ان نیکیوں کا بدلہ نہیں ملتا، ظالم ظلم کرتا ہے؛ لیکن اس کو ظلم کی سزا نہیں ملتی، مظلوم ظلم سہتا ہے؛ مگر اس کو انصاف نہیں مل پاتا، یہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ موجودہ زندگی کے بعد ایک ایسی زندگی ہو، جس میں ہر عمل کا مکمل بدلہ دیا جائے، اسی دنیا کو اسلام میں عالم آخرت کہا جاتا ہے

آسمانی مذاہب میں اس کا واضح تصور موجود ہے، یہودیت، عیسائیت اور اسلام تینوں مذاہب میں یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ اس دنیا کے بعد آخرت قائم ہوگی، جس میں نیکیوں کے بدلہ کے لئے جنت ہوگی اور برائیوں کی سزا کے لئے دوزخ ہوگی، ہندوستانی مذاہب میں جنت ودوزخ کے بجائے پُنر جَنم کا تصور ہے، یعنی اسی دنیا میں انسان اپنے عمل کے اعتبار سے کسی اور شکل میں پیدا ہوگا، ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے نیکیوں کی وجہ سے برہمنوں اور اونچی ذاتوں میں پیدا ہو جائے اور ممکن ہے کہ ایک برہمن اپنی بداعمالیوں کے سبب شودر خاندان میں یا خنزیر کی شکل میں پیدا ہو جائے؛ لیکن بہر حال ہر مذہب میں اچھے عمل پر انعام کا اور برے کاموں پر سزا کا تصور موجود ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ انعام کی کیا شکل ہوگی؟ ایک شکل تو روحانی اور نفسیاتی ہے، دوسری شکل جسمانی ہے، روحانی اور نفسیاتی انعام کا تعلق صرف احساس سے ہے، اور وہ ہے مسرت وشادمانی کا احساس، یہ بھی بڑا انعام ہے، دنیا میں بھی یہ نعمت انسان کو بہت عزیز ہوتی ہے، جیسے کسی بڑی شخصیت نے لوگوں کے درمیان کسی کے علم کی، فن کی اور خدمات کی تعریف کر دی تو اس سے اس کو ایک نفسیاتی سکون و مسرت محسوس ہوتی ہے، اور یہ لذت بہت دفعہ جسمانی لذتوں سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ حدیث میں ایسے واقعات آئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی رفیق کے بارے میں تحسینی کلمات کہے، صحابی اس کو نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فقرہ مجھے دنیا ومافیہا سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ قرآن مجید نے اہل جنت کے لئے جس نعمت کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے، وہ یہ ہے کہ جنت میں جانے والوں کو نہ کوئی رنج باقی ہوگا نہ کوئی غم، اور نہ آپس میں کوئی چپقلش، خود اللہ تعالیٰ ان کو سلام فرمائیں گے (سورہ یٰس: ۵۸) نہ ان کو وہاں کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ وہاں سے نکالے جائیں گے، (حجر: ۴۸) جو کینہ ان کے دل میں تھا ہم وہ بھی نکال دیں گے، (اعراف: ۴۳) نہ ان کے درمیان کوئی اختلاف ہوگا اور نہ ان کے درمیان کوئی عداوت ودشمنی ہوگی، ان کے دل ایک آدمی کے دل کے مانند ہوں گے، (ترمذی، حدیث نمبر: ۲۵۳۷)

دوسری قسم کا انعام وہ ہے، جس کا تعلق محسوسات اور جسمانی لذتوں سے ہے اور یہ بنیادی طور پر پانچ طرح کی ہیں: غذا، لباس، مکان، شکل وصورت اور جنسی جذبات کی تسکین، انسان کے اندر غذا کی غیر معمولی طلب ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں طرح طرح کے پھل، اجناس، ترکاریاں اور لذت بخش گوشت رکھے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہیں اور مشروبات کے وسائل عطا فرمائے ہیں، آخرت میں یہ ساری نعمتیں مقدار اور معیار کے اضافہ کے ساتھ انسان کی خواہش اور چاہت کے مطابق دستیاب ہوں گی: (مرسلات:۴۳) اس کا پھل بھی ہمیشہ موجود رہے گا اور سایہ بھی، اکلھا دائم و ظلھا (رعد:۳۵) اس میں پانی کی، دودھ کی، شہد کی اور پاکیزہ وخوش ذائقہ شراب کی نہریں ہوں گی (محمد:۱۰)

خوش پوشاکی بھی انسان کو مطلوب ہوتی ہے، انسان خوب صورت سے خوب صورت کپڑے پہننا چاہتا ہے، قدرت کی طرف سے تو اس کے وسائل دیئے ہی گئے ہیں، اور انسان اپنی تلاش کے ذریعہ سے اس کو خوبصورت سے خوبصورت تر کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے؛ چنانچہ جنت میں اس کو اعلیٰ ترین قسم کا لباس بھی دیا جائے گا: اہل جنت باریک اور خوبصورت ریشم کے لباس پہنے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ (دخان:۵۳)

تیسری نعمت جو انسان کو مطلوب ہوتی ہے، وہ ہے آرام دہ، کشادہ اور راحت بخش مکان، یہ بھی اللہ کی بڑی نعمت ہے، اور اس کا حصول انسان کے لئے بڑے سکون کا ذریعہ بنتا ہے، خود دنیا میں دیکھئے کہ انسان نے کیسی کیسی خوبصورت عمارتیں بنائی ہیں، قیمتی سے قیمتی تعمیری میٹریل، نازک اور جاذب نظر ڈیزائن، خوبصورت رنگوں سے مکان کی تزئین وآرائش، درختوں اور پودوں کے ذریعہ اس کو سنوارنا وغیرہ، غرض کہ قدرتی وسائل کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عقل کے ذریعہ انسان اپنی کاریگری کی صلاحیتوں کا استعمال کرتا اور بہتر سے بہتر خوبصورت اور آرام دہ مکانات اپنے لئے بناتا ہے، آخرت میں اللہ تعالیٰ اہل جنت کو رہائش کی جو سہولت دیں گے، وہ دنیا کے ان مکانات سے کہیں بڑھ کر رہے گی، (فرقان:۷۵) جنت میں ایسے کمرے ہوں گے، جن کا بیرونی حصہ اندر سے اور اندرونی حصہ باہر سے نظر آئے گا۔ (ترمذی، حدیث نمبر:۲۵۲۷)

انسان کے لئے ایک بڑی نعمت اس کی خوبصورتی بھی ہے، وہ اپنی بہتر شکل کی وجہ سے لوگوں کے لئے وجہ کشش بنتا ہے، اسی لئے دنیا میں آج اپنے آپ کو سنوارنے پر شاید سب سے زیادہ خرچ کیا جاتا ہے، کاسمیٹک کی ایک پوری انڈسٹری وجود میں آچکی ہے، بعض اوقات اس کے لئے پلاسٹک سرجری سے بھی کام لیا جاتا ہے۔ لیکن چوں کہ انسان آپ اپنی صورت بدلنے پر قادر نہیں ہے؛ اس لئے اس کو اس میں محدود کامیابی ہی حاصل ہوئی ہے؛ مگر آخرت میں اللہ کی طرف سے خوبصورت ترین شکل دے دی جائے گی، ان کی صورت چودھویں کے چاند کی طرح ہوگی، یہ سہولت بھی دی جائے گی کہ وہ اپنی صورت اختیار کرے۔ (بخاری، حدیث نمبر:۳۲۴۷)

جسمانی لذت کی ایک اہم صورت صنف مخالف سے جسمانی لذت اُٹھانا ہے، جو مرد وعورت ایک دوسرے سے حاصل کرتے ہیں، قدرت نے اس دنیا میں بھی مرد وعورت کے ازدواجی رشتہ کے ذریعہ انسان کو یہ نعمت عطا فرمائی ہے، جو اس کے لئے وجہ سکون ہے، آخرت میں یہ نعمت بھی اسے زیادہ مکمل طور پر دی جائے گی، دنیا میں جو شوہر وبیوی ایک دوسرے کے شریک حیات ہوتے ہیں وہ آخرت میں زیادہ بہتر صورت اور قوت کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے۔ عورت کے لئے چوں کہ ایک سے زیادہ شوہر کا ہونا عار کی اور بے حیائی کی بات ہے؛ اس لئے جنتی عورتوں کے لئے ان کا شوہر تو ایک ہی ہوگا؛ لیکن اس کی قوت مردی بہت بڑھی ہوئی ہوگی، بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرد کو دنیا کے مردوں کے اعتبار سے سو مردوں کی طاقت دی جائے گی، (مسند احمد، حدیث نمبر:۱۹۲۸۹) اور مردوں کو ان کی دنیا کی بیوی کے علاوہ جنت کی ایک خاص نسوانی مخلوق ''حوریں'' بھی دی جائیں گی، قرآن مجید میں تو صرف ایک حور کا ذکر آیا ہے: بحور عین (دخان:۵۴) مگر امام بخاریؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہر جنتی کو دو حوریں عطا کی جائیں گی: لکل امرء منھم زوجتان من الحور

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

العین (صحیح البخاری، حدیث نمبر: 3254)

بعض روایتوں میں ۷۲/حوروں کا اور بعض میں اس سے زیادہ کا بھی ذکر آیا ہے، یہ بخاری ومسلم کی روایات میں تو نہیں ہے۔ لیکن سنن ترمذی اور بعض دوسری کتب حدیث میں موجود ہیں؛ لیکن یہ روایتیں ایسے راویوں سے خالی نہیں ہیں، جن کا معتبر ہونا محدثین کے نزدیک مشکوک ہے، علامہ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ صحیح احادیث میں دو ہی حوروں کا ذکر ہے، اس سے زیادہ کا نہیں ہے: **والاحادیث الصحیحۃ انما فیھا ان لکل منھم زوجتین ولیس فی الصحیح زیادۃ علیٰ ذلک** (ارشاد الساری شرح صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفۃ الجنۃ وانھا مخلوقۃ: ۲۸۲/۵)، تاہم اگر اس سے زیادہ حوریں دی جائیں تو باعث تعجب نہیں؛ کیوں کہ آخرت کے نظام کو دنیا کے نظام پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، ایسا سوچنا ہاتھی کو چیونٹی پر قیاس کرنا ہوگا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اور ظالم کے ظلم کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو جانا بہت بڑا عمل اور عظیم الشان عبادت ہے؛ لیکن ایسا نہیں ہے کہ حور کی بشارت صرف شہید ہونے والوں کو دی گئی ہے، یہ بشارت ہر نیکوکار جنتی کے لئے ہے۔

اس لئے جو تأثر اس وقت دیا جا رہا ہے کہ بہتر (۷۲) حوروں کی خوش خبری دے کر نوجوانوں کو یا کسی گروہ کو دہشت گردی پر اُکسایا جا رہا ہے، محض جھوٹ اور پروپیگنڈہ ہے، کسی بھی نیک عمل کی جزاء کے طور پر جو جنت کا حق دار ہوگا، اس کے حصہ میں حور جیسی نعمت بھی آسکتی ہے، اس کے لئے شہید ہونا ضروری نہیں؛ اس لئے سچائی یہ ہے کہ نہ دہشت گردی کا نام جہاد ہے اور نہ آخرت میں حور کا ملنا صرف جہاد کا ثواب ہے؛ البتہ یہ اعزاز واکرام آخرت کے لحاظ سے ہے، جہاں کا ماحول اور زندگی کا عیش وآرام اور نعمتوں کی فراوانی دنیاوی نعمتوں سے بالکل مختلف ہوگی۔

تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جنت اور اس کے انعام کا تصور صرف اسلام میں ہی نہیں ہے، بلکہ خود ہندو مذہب میں بھی ہے، اتھرو وید میں کئی مقامات پر سورگ کے لیے سکرتام، دیویا کم وغیرہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں، نیز ویدوں میں بیشتر مقامات پر جہاں ''سورگ'' کا ذکر ہے اس سے پہلے لفظ ''لوک'' آیا ہے، جس کے معنیٰ مقام یا جہان کے ہیں، یعنی یہ کسی دوسرے جہان کا ذکر ہے، جہاں تمام خواہشات پوری کی جائیں گی اور انسان اپنی من پسند زندگی گزارے گا، چنانچہ بہشت اور اس کے انعامات کا تذکرہ ملاحظہ ہو: ''تیسرے لوک (عالم) جہاں ہزاروں نہریں بہتی ہیں، طاقت اور ناقابل شکست ہے، اولاد پیدا کرنے کے لیے بھیجے گئے چار مہربان دیویاں جن کا مقام بہشت کے نیچے ہے گھی سے ٹپکتے ہوئے آب حیات کا تحفہ لائیں''۔ (رِگ وید منڈل ۹، سوکت ۴۴، منتر ۶)۔

''یقیناً آدمی وہاں جو چاہے گا حاصل کرے گا، بیویاں اپنے شوہروں سے چپکی رہیں گی اور ان کے آغوش میں لپٹی رہیں گی، دونوں محبت کی فرحت حاصل کریں گے''۔ (رِگ وید منڈل ا، سوکت ۱۰۵، منتر ۹)

نیز ہندو مذہب میں مذہبی جنگ میں مارے جانے والوں کے لئے ایک ہزار اپسرائیں (حوریں) دیئے جانے کا بھی ذکر موجود ہے؛ چنانچہ ایک مقام پر کہا گیا ہے:

ہزاروں اپسرائیں اس کے لئے جو کہ جنگ میں مارا جاتا ہے دوڑ کر یہ کہتی ہوئی آتی ہیں کہ آپ میرے خاوند بن جائیں۔ (مہابھارت، اشانتی پرومنڈل ۱۲، باب ۹۸، اشلوک ۴۶، بحوالہ ہندو دھرم اور اسلام کا تقابلی مطالعہ، از محمد شارق سلیم)

اور آخرت میں متعدد بیویوں کا ملنا ہرگز قابل تعجب نہیں؛ کیوں کہ بعض مذاہب کے مطابق تو دنیا میں اچھے لوگوں کو یہ نعمت حاصل رہی ہے؛ چنانچہ مہابھارت میں ہے:

اس دنیا میں ظاہر ہوئے بھگوان واسودیو کی سولہ ہزار ایک سو رانیاں ہوئیں، ان میں رکمنی، ستنہ بھاماں، جاموتی، چاروہاسی وغیرہ آٹھ رانیاں مشہور ہوئی۔ (مہابھارت: ۴--۱۵)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اسی طرح شری کرشن کی جو سات رانیاں تھیں، ان کے نام کالندی، متراوندا، سیتا، کام روپڑی، جامورونی، روانی، مدرا جنتا بھدرا، استراجت منا، ستیہ بھامان خوبصورت بالیں والی لکشمن بہت خوب صورت تھی، ان کے علاوہ شری کرشن کی سولہ ہزار رانیاں تھیں۔ (مہا بھارت انش:۵-۸۲)

فرانسیسی مؤرخ گستاؤلی بان نے ہندوستان کے ایک راجہ کی اکیس بیویوں کا ذکر کیا ہے:

''ہندوستان میں راجاؤں کے لئے یہ رسم تھی کہ ان کی کل بیویاں ان کی لاش کے ساتھ جلادی جاتی تھیں، ابھی بھی اودے پور میں سنگرام سنگھ اور اس کی اکیس رانیوں کا مقبرہ موجود ہے، جو ۱۷۳۳ء میں راجہ کے ساتھ جلی تھیں'' (تمدن ہند:۲۹۹)

اگر ہم ابراہیمی مذاہب کا جائزہ لیں تو بائبل میں حضرت داؤد علیہ السلام کی چھ بیویوں (احینوعم،Ahimoam، معکہ، Maachah، ابیجیل، Abigil، ابیطال، Abital، میل بنت ساؤل، Michal، حجیت، Haggith، کا ذکر آیا ہے) (گنتی:۲۷:۸) اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں تورات میں ہے کہ ان کی سات سو بیویاں اور تین سو حرم تھیں (سلاطین:۱:۱۱:۳) عیسائیوں کے یہاں بھی ایک جنتی کے لئے دس بیویوں کا اشارہ ملتا ہے؛ چنانچہ انجیل میں ہے:

اس وقت آسمان کی بادشاہت ان دس کنواریوں کی مانند ہوگی، جو اپنی مشعلیں لے کر دولہا کے استقبال کے لئے نکلیں۔ (انجیل متی:۱:۵۱)

عیسائی مذہب چونکہ اپنی اصل کے اعتبار سے تورات ہی کی شریعت پر ہے؛ اس لئے سمجھنا چاہئے کہ اصلاً عیسائی مذہب میں بھی تعدد ازدواج کی اجازت ہے۔

توجب دنیا میں محدود صلاحیت، محدود طاقت اور محدود گنجائش کے باوجود متعدد بیویوں کا ذکر مذاہب کی کتابوں میں اور مذاہب کے رہنماؤں کے لئے ملتا ہے۔ اور بادشاہوں کے لئے بہت ساری بیویوں کا تذکرہ ہے۔ تو اگر آخرت میں اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو ایک یا دو یا اس سے زیادہ حوریں عطا فرمادیں تو اس میں کون سی بات باعث تعجب اور لائق اعتراض ہے۔

یہ خستگی تو اپنے بس میں ہے !

ملت کے مسائل اور ان کے حل کے لئے کی جانے والی کوششوں کا جائزہ بتاتا ہے کہ اس ملت نے بھی پاؤں پاؤں چلنے والے بچے کے مانند چلنے کی کوشش کی، آگے بڑھنے کی کوشش کی، راہ میں لڑکھڑائی بھی، گری بھی، مگر بس جو فرق بچہ اور اس ملت میں باقی رہ گیا ہے وہ یہ ہے کہ اس معصوم بچے کی مانند یہ مظلوم ملت اپنے رب کے حضور روئی اور گڑگڑائی نہیں، اگر ملت نے رویا اور گڑگڑایا ہوتا، تو مسجدوں نے اس کی گواہی دی ہوتی، لیکن افسوس کہ آج بھی وہ نمازیوں کے نہ ہونے پر مرثیہ خواں ہیں۔

کوشش کرنا گویا بیج ڈالنا ہے۔ اور اپنی بے بسی کے اظہار کے ساتھ خدا کے حضور آنسو بہانا اس بیج کو سینچنے کے مترادف ہے جن شخصیتوں اور جن تحریکوں نے اس حکمت کو اپنایا، گویا انہوں نے کامیابی کا راز پالیا، ان کی جانب سے کوششیں ہوئیں اور بساط سے زیادہ ہوئیں، لیکن انہوں نے اپنی ان کوششوں کو چھلکے کی حیثیت دی، اور دعاؤں کو مغز جانا اور مانا.....دنیا نے دیکھا کہ ایسی تحریکیں اپنے مقاصد کے لحاظ سے اور نتائج کے اعتبار سے کامیاب اور بارآور رہیں......مسئلہ انفرادی نوعیت کا ہو یا اجتماعی نوعیت کا، اس کے حل کا راستہ یہی ہے کہ میدان عمل میں جستجو اور کوشش میں کوتاہی نہ کی جائے، لیکن اسی کے ساتھ اپنے پاک پروردگار کے حضور اپنی خستگی و بے بسی کا اقرار واعتراف بھی ضرور کیا جائے، کون ہے جس کے بس میں یہ بے بسی نہ ہو، جس دن جستجو کے ساتھ خستگی کی اس روش کو ملت اپنا لے گی، انشاء اللہ اس دن منزل اسے سامنے کھڑی مسکراتی دکھائی دے گی۔

امین الدین شجاع الدین مرحوم

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اولاد کی تربیت

کے حوالے سے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی انتہائی مفید ہدایات

(۱) عورتوں میں عادت ہے کہ بچوں کو جن بھوت اور دوسری ڈراؤنی چیزوں سے ڈراتی ہیں، یہ بہت غلط بات ہے، اس سے بچے کا دل کمزور ہوتا ہے۔

(۲) ماں کو چاہیے کہ بچے کو باپ سے ڈراتی رہے۔

(۳) اگر لڑکا ہو تو اس کے سر پر بال مت بڑھاؤ اور اگر لڑکی ہے تو جب تک پردے میں بیٹھنے کے قابل نہ ہو جائے زیور مت پہناؤ۔ اس سے ایک تو جان کا خطرہ رہتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ بچپن سے ہی زیور کا شوق دل میں ہونا اچھی بات نہیں۔

(۴) بچوں کے ہاتھوں سے غریبوں کو کھانا، کپڑا، پیسہ اور ایسی چیزیں دلوایا کرو۔ اسی طرح کھانے پینے کی چیزیں ان کے بھائی بہنوں کو یا اور بچوں کو تقسیم کرایا کرو تا کہ آپ کے بچوں میں سخاوت کی عادت ہو۔

(۵) زیادہ کھانے والے کی برائی بچوں کے سامنے کیا کرو لیکن نام لے کر نہیں کہ فلاں زیادہ کھاتا ہے بلکہ اس طرح کہ جو زیادہ کھاتے ہیں لوگ انہیں حبشی کہتے ہیں، اور بیل جانتے ہیں۔

(۶) اگر لڑکا ہو تو سفید کپڑے کی رغبت اس کے دل میں پیدا کیجئے، اور رنگین لباس سے اس کو نفرت دلائیں، اس کو بتائیں کہ ایسے کپڑے لڑکیاں پہنتی ہیں، تم تو ماشاء اللہ مرد ہو۔ ہمیشہ اس کے سامنے ایسی باتیں کیا کریں۔

(۷) اگر لڑکی ہو تو بہت تکلف کے کپڑوں کی اسے عادت مت ڈالئے۔

(۸) بچوں کی سب ضدیں پوری مت کریں، اس سے بچے کا مزاج بگڑ جاتا ہے۔

(۹) چِلّا کر بولنے سے روکیں، خاص طور پر اگر لڑکی ہے تو چلّانے پر اسے خوب ڈانٹئے، ورنہ بڑی ہو کر پختہ عادت ہو جائے گی۔

(۱۰) جن بچوں کی عادتیں خراب ہیں یا پڑھنے لکھنے سے بھاگتے ہیں، یا تکلف کے کھانے کے اور کپڑے کے عادی ہیں، گالم گلوچ کرتے ہیں ان کے ساتھ بیٹھنے سے اور ساتھ کھیلنے سے ان کو بچائیں۔

(۱۱) ان باتوں سے نفرت دلاتے رہو، غصہ، جھوٹ بولنا، کسی کو دیکھ کر جلنا یا حرص کرنا، چوری کرنا، چغلی کھانا، بے فائدہ بہت باتیں کرنا، بے بات ہنسنا یا زیادہ ہنسنا، دھوکہ دینا، بھلی بری بات کرنا اور سوچنا، اور جب ان میں سے کوئی بات ہو جائے تو فوراً اس کو روکیں اور اس پر تنبیہ کریں۔

(۱۲) بچہ اگر کوئی چیز توڑ پھوڑ دے یا کسی کو مار بیٹھے تو بچے کو مناسب سزا دو تا کہ پھر ایسا نہ کرے، ایسی باتوں میں پیار اور دلار بچے کو کھو دیتا ہے۔

(۱۳) بچہ جب سات برس کا ہو جائے تو نماز کی عادت ڈالوائیں، اور جب مکتب میں جانے کے قابل ہو جائے تو اول قرآن مجید پڑھوائیں۔

(۱۴) بچوں کو بہت سویرے مت سونے دیں، اور جلدی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اٹھنے کی عادت ڈالیں۔

(۱۵) کبھی کبھی بچوں کو نیک لوگوں کی حکایتیں سنایا کیجئے۔

(۱۶) ان کو ایسی کتابیں مت دیکھنے دو، جن میں عاشقی معشوقی کی باتیں ہوں یا بیہودہ قصے اور غزلیں وغیرہ ہوں۔

(۱۷) مکتب سے آنے کے بعد بچے کو کسی قدر دل بہلانے کے واسطے کچھ دیر کھیلنے دو، تاکہ اس کی طبعیت کند نہ ہو جائے، لیکن کھیل ایسا ہو جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور چوٹ لگنے کا اندیشہ نہ ہو۔

(۱۸) آتش بازی یا باجہ یا فضول چیزیں مول لینے کے لیے پیسے مت دو، اور کھیل تماشے دکھانے کی عادت مت ڈالیں۔

(نوٹ: آج کے دور کے اعتبار سے بے مقصد موبائل وہ بھی اسمارٹ فون، ویڈیو گیم، ایسے کھیل جن سے صحت کا نقصان ہو اور صرف پیسوں کا ضیاع ہو، اپنے گلی محلے، اسکولز، کالجز یا یونیورسٹیز کے ایسے دوستوں اور سہیلیوں کے ساتھ گھومنے کے لیے پیسے اور اجازت دینا وغیرہ سب شامل ہیں۔)

(۱۹) اولاد کو ضرور کوئی ایسا ہنر سکھلا دیں جس سے ضرورت اور مصیبت کے وقت چار پیسے حاصل کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا گذارہ کر سکے۔

(۲۰) لڑکیوں کو کم از کم اتنا لکھنا پڑھنا ضرور سکھائیں کہ ضروری خطوط اور گھر کا حساب کر سکیں۔

(۲۱) بچوں کو عادت ڈالئے کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کریں، اپاہج اور سست نا ہو جائیں، انہیں کہیں کہ رات کو اپنا بستر خود بچھائیں اور صبح اٹھ کر خود تہہ کر کے احتیاط سے رکھ دیں۔

(۲۲) لڑکیوں کو ہدایات دیں کہ جو کام کھانے، پکانے، سینے پرونے، کپڑے رنگنے کے ہیں، وہ انہیں نہایت دل لگا کر سیکھیں۔

(۲۳) جب بچے سے کوئی اچھی بات ظاہر ہو تو لازمی اسے شاباشی دیں، پیار کریں اور کچھ انعام دیں، تاکہ اس کا دل بڑھے۔ اور جب کوئی بری بات دیکھیں تو بچے کو تنہائی میں سمجھائیں کہ دیکھو اچھے نیک لوگ ایسا کام نہیں کرتے، اور ایسا کرنے والے کو لوگ برا جانتے ہیں، اور اگر بچہ دوبارہ غلط عمل دہرائے تو بچے کو مناسب سزا دیں۔

(۲۴) بچے کو کوئی بھی کام چھپا کر مت کرنے دیں، کھیل ہو یا کھانا ہو، یا شغل کا کوئی بھی کام ہو۔

(۲۵) کوئی کام محنت کا اس کے ذمہ مقرر کریں جس سے صحت اور ہمت رہے، سستی نہ آنے پائے۔

(۲۶) بچوں کو چلنے میں تاکید کریں کہ بہت جلدی نہ چلیں اور چلتے ہوئے نگاہ کو اوپر اٹھا کر نہ چلیں۔

(۲۷) اس کو عاجزی اختیار کرنے کی عادت ڈالیں، وہ اپنی زبان سے، چال سے اور برتاؤ سے شیخیاں نہ مارے۔

(۲۸) بچے کو الگ سے کچھ پیسے دیا کریں، کہ اپنی مرضی کے موافق خرچ کیا کرے، مگر اس کو یہ عادت ڈلوائیں کہ آپ سے چھپا کر کچھ نہ خریدے۔

رُباعیات

رنگ شام وسحر نہیں ہوتے
خوبصورت پہر نہیں ہوتے
کچھ نہیں ہوتا ماسوا - اللہ
میرے آقا اگر نہیں ہوتے

☆

دریائے ندامت میں روانی دیدے
آنکھوں میں مرے عجز کا پانی دیدے
کچھ صدقۂ محبوب ملے اے داتا
لفظوں کو اجابت کے معانی دیدے

حفیظ محمود بلند شہری

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

تحریک آزادی اور سہارن پور

—— مولانا ناصرالدین مظاہری

ہندوستان کی آزادی میں مسلمانوں بالخصوص علماء کا جو شان دار اور جان دار کردار رہا ہے وہ ناقابل فراموش ہے، ایسٹ انڈیا کمپنی کی مخالفت سے انگریز حکومت سے بغاوت تک یا فسطائی قوت کا مقابلہ، برطانوی سرکار اور اقتدار کے خلاف منتظم پلاننگ سب ہی میں علماء کرام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ وقت ہوا تو تعلیم و تدریس کے ذریعہ مبلغین کی کھیپ تیار کی، بوقت ضرورت دفاع اور قتال کے لئے مرد مجاہد تیار کئے، چنانچہ ایک طرف دینی اور اسلامی درس گاہوں اور تعلیم گاہوں کو وجود بخشا گیا تو دوسری طرف میدان کارزار میں لڑنے اور بارگاہ خداوندی میں اپنے سروں کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے حوصلہ مند سپاہی اور غیرت مند مجاہد تیار کئے۔ ان علماء عارفین اور صلحائے کاملین میں سید احمد شہیدؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ اور مولانا برکت اللہ بھوپالیؒ سے لے کر مولانا احمداللہ شاہؒ، مولانا فضل حق خیرآبادیؒ، مفتی صدرالدین آزردہؒ، مولانا عظیم اللہ کانپوریؒ، مولانا مملوک علی نانوتویؒ، مولانا ذوالفقار علی دیوبندیؒ، مولانا امام بخش صہبائیؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا محمد مظہر نانوتویؒ، حافظ ضامن شہیدؒ، مولانا منیر احمد نانوتویؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، مولانا عبید اللہ سندھیؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ، مولانا محمد میاں منصور انصاریؒ اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہم اللہ علیہم اجمعین یہ وہ قدسی صفات ہستیاں ہیں جن کے ناقابل فراموش کارناموں اور جذبہ جہاد سے سرشار قربانیوں سے ہندوستان کا چپہ چپہ مرہون منت ہے مگر...... افسوس ہے کہ ان بزرگوں اور مجاہدین کے کارناموں اور بے مثال قربانیوں سے تذکرہ نویسوں نے ہمیشہ چشم پوشی کی، مورخین اور تنگ نظر متعصب اصحاب قلم مسلمانوں کو مٹانے اور چھپانے کی سعی مسلسل کرتے رہے، چنانچہ آج ہم اور ہماری نئی نسل آزادی اور اس کے مفہوم سے ناواقف ہے، اس میں شہید ہونے والوں اور پھانسیاں پانے والوں کے ناموں سے لاعلم، کالا پانی اور دریائے شور کے پار قید وبند کی صعوبتیں جھیلنے والوں اور جیل کی سلاخوں، نیزوں اور تلواروں کے سایہ میں رہ کر خلق خدا کی رہنمائی اور قیادت کرنے والوں سے بے خبر ہے۔ ہندوستانی تاریخ اور اس کے مؤرخوں کا سب سے بڑا المیہ ہے کہ انھوں نے سہارنپور اور اس کے مضافات کو بھلا دیا حالانکہ سہارن پور کے غیرت مند مسلمانوں، حوصلہ مند نوجوانوں، باحمیت علماء اور مخلص حضرات نے جنگ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔

۱۸۵۷ء کے دوران جب انگریزوں نے تمام باشندگان ہند کو عیسائی بنانے کی اسکیم بنائی تھی اور ان کا فاسد خیال یہ تھا کہ ہندوستانیوں کو کوئی مددگار اور معاون نصیب نہ ہوسکے گا اس لئے انقیاد واطاعت سے سرتابی کی جرأت نہ ہوسکے گی، انگریزوں نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ مذہبی بنیاد پر حکمرانوں کا باشندوں سے اختلاف، تسلط وقبضہ کی راہ میں سنگ گراں ثابت ہوگا، اس لئے پوری جاں فشانی اور تندہی کے ساتھ مذہب وملت کو مٹانے کے لئے طرح طرح کے مکر وحیلہ سے کام لینا شروع کیا، انہوں نے بچوں اور نافہموں کی اور اپنی زبان ودین کی تلقین کے لئے شہروں اور دیہاتوں میں مدرسے قائم کئے اور پچھلے علوم ومعارف کے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مٹانے کی پوری کوشش کی۔ (الثورۃ الہندیہ ص:۳۵۶)

ایسے جان لیوا اور صبر آزما حالات نے علماء دین اور صلحائے کاملین کو یہ سوچنے اور غور کرنے پر مجبور کردیا کہ وہ انگریزوں کے خلاف صف آراء ہوجائیں یا ان کی اسکیم اور پالیسی کے حوالے کردیں چنانچہ دوسری صورت کو قبول کرنے اور اپنانے کے لئے کوئی بھی تیار نہ ہوسکتا تھا اس لئے پہلی صف پر عمل پیرا ہونے کی تیاریاں کرہی رہے تھے کہ دفعۃً میرٹھ سے ۱۸۵۷ء کے ہنگامے کا آغاز ہوگیا اور پھر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں یہ آگ بھڑک اُٹھی۔

مولانا عبدالرشید ارشد لکھتے ہیں:

''ٹھیک اسی زمانہ میں سہارنپور میں ایک ایسا افسوس ناک واقعہ پیش آیا جس نے عام مسلمانوں کو مشتعل کردیا (Spankle) سہارنپور میں کلکٹر تھا، تھانہ بھون کے رئیس قاضی عنایت علی کے بھائی قاضی عبدالرحیم کسی ضرورت سے ہاتھی خرید نے سہارن پور گئے، کسی دشمن نے مخبری کی کہ قاضی عبدالرحیم دہلی کمک بھیجنے کے لئے ہاتھی خریدنے سہارنپور آیا ہوا ہے۔ اس وقت انگریز بوکھلایا ہوا تھا، اسپنکی نے لوگوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے واقعہ کی تفتیش کے بغیر قاضی عبدالرحیم کو گرفتار کرکے مع ان کے ساتھیوں کے برسرعام پھانسی دیدی اس افسوس ناک خبر سے سہارنپور کے اطراف وجوانب میں آگ لگ گئی''۔ (بیس بڑے مسلمان)

تھانہ بھون کی گلی گلی میں انتقام اور اس ظالم حکومت کے خلاف نعرے لگنے لگے، ہر شخص غصہ سے آگ بگولا ہوگیا، قاضی عبدالرحیم کی پھانسی کی خبر جب ان کے بڑے بھائی قاضی عنایت علی کو پہنچی تو ان پر رنج وغم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور ریاست تو کجا، بھائی کے پھانسی پاجانے کے بعد ان کی زندگی بھی دوبھر ہوگئی، اسی حزن وغم اور جوش وجذبہ میں بھائی کے انتقام کا خیال پختہ ہوگیا اور انتقامی کارروائی کو آگے بڑھانے کے لئے چند قاصدوں کو اطراف واکناف کی بستیوں میں روانہ کیا تاکہ اپنی بے بسی، انگریز کی مجرمانہ حرکتوں اور مسلمانوں کے سفاکانہ قتل وقتال کے سدباب کے لئے ایک محاذ بناکر باقاعدہ جہاد کیا جائے۔ چنانچہ حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں کو تأمل ہوا لیکن یہ سرگرمیاں برابر جاری رہیں اور نانوتہ، گنگوہ، دیوبند، شاملی وغیرہ جگہوں پر اس کی اطلاع کی گئی، چنانچہ اتفاق رائے سے طے شدہ تاریخ کو تھانہ بھون میں مشورہ کیا گیا کہ ایسی صورت حال میں کیا کرنا چاہئے، اکثر علماء نے کہا کہ حالات کی نزاکت کا تقاضا یہ ہے کہ جنگ نہ کی جائے، لیکن حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے بڑی سختی سے اس مشورہ کی تردید اور مخالفت فرمائی اور جنگ کو ضروری اور واجب قرار دیا۔

حضرت مولانا عاشق صاحب میرٹھیؒ کے بقول اس مجلس مشاورت میں امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ بھی شریک ہوئے تھے۔

اس مجلس میں حضرت شاہ اسحاق صاحبؒ کے مشہور تلمیذ حضرت مولانا شیخ محمد صاحب تھانویؒ بھی شریک تھے، حضرت نانوتویؒ کے جذبۂ جہاد اور ان کے مسکت جواب کے پیش نظر مولانا محمد صاحبؒ نے فرمایا کہ ''اگر آپ کی حجتیں اور باتیں مان لی جائیں تو سب سے بڑی شرط جہاد میں نصب امام کی ہے امام کہاں ہے کہ اس کی قیادت میں جہاد کیا جائے''؟ یہ سن کر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے فرمایا کہ ''نصب امام میں کیا دیر لگتی ہے، حضرت مرشد برحق حاجی (امداد اللہ) صاحبؒ موجود ہیں، ان ہی کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی جائے'' چنانچہ متفقہ طور پر سب نے حاجی صاحبؒ کے دست مبارک پر بیعت جہاد کی اور حضرت سید الطائفہ حاجی امداد اللہ صاحب تھانوی مہاجر مکیؒ نے سب کے سر پر ہاتھ رکھا اور اب سارے پراگندہ افراد ایک شیرازے میں منسلک ہوگئے۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ نے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بیان کیا ہے کہ:

”حضرت اقدس مولانا حاجی امداد اللہ قدس سرہٗ مرکز بیعت جہاد تھے اور حضرت اقدس مولانا حافظ محمد ضامن شہیدؒ سب سے بڑے علم بردار جہاد تھے، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ جامع مجاہدین تھے کہ وعظ و پند ترغیب وترہیب سے مجاہدین کو مختلف مواقع دیہات وقصبات سے جمع کر کر کے میدان میں لائیں۔ حضرت نانوتوی قدس سرہٗ امیر لشکر تھے“ (سوانح قاسمی)

حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ لکھتے ہیں:

”جہاد کی شرعی تنظیم کا مسئلہ تو طے ہو گیا لیکن شرکت جہاد کے بعض ذیلی شرائط کی تکمیل کا مرحلہ باقی تھا، مطلب یہ ہے کہ جاننے والے جانتے ہیں کہ والدین یا ان میں کوئی ایک اگر زندہ ہو تو ان سے جنگ میں شریک ہونے کی شرعاً اجازت بھی ضروری ہے“۔ (ایضاً)

چنانچہ اس ذیلی شرط کی تکمیل کے لئے دیگر حضرات کے علاوہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ بھی اپنے وطن نانوتہ تشریف لے گئے اور والدہ محترمہ سے اجازت کے بعد والد صاحبؒ کے پاس پہنچے اور اجازت طلب کی، لیکن والد صاحب نے اولاً کچھ تردد کے بعد اجازت مرحمت فرمادی اور حضرت نانوتویؒ اپنے وطن سے جہاد کے مرکز تھانہ بھون پہنچے۔

جہاد آزادی کا حکم:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ، حضرت مولانا عبد الغنیؒ، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ اور حضرت مولانا شیخ محمد صاحب تھانویؒ وغیرہم نے اتفاق رائے سے حضرت حاجی صاحبؒ کو میر کارواں منتخب کرنے کے بعد جنگ آزادی کا آغاز کر دیا اور تھانہ بھون سے باہر سہارنپور سے کیرانہ کی طرف جانے والے چند فوجی کہاروں کو لوٹ لیا۔ ان فوجیوں کو مارا، اور اسباب لے کر اپنے مستقر پر واپس آ گئے۔ جنگ آزادی کی اس ابتدا اور حکومت کے خلاف کھم کھلا بغاوت وعداوت سے برطانوی سامراج میں ہلچل مچ گئی اور شاملی میں مقیم برطانوی فوج اور مظفر نگر سے مزید فوج روانہ ہو گئی۔ اسلام کے ان سرفروشوں کا خیال اور ارادہ یہ تھا کہ تھانہ بھون اور اس کے مضافات سے نپٹنے کے بعد شاملی کو فتح کر کے دہلی پر حملہ کیا جائے۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا طیب صاحبؒ فرماتے ہیں:

”غرض یہ تھی کہ بادشاہ انگریزوں کے خلاف اپنی طاقت کا استعمال کر کے دلی کو ان (انگریزوں) سے پاک کرنے کی سعی کرے۔ اور ہم تھانہ بھون اور شاملی سے جہاد کرتے ہوئے دہلی کی طرف بڑھیں اگر صحیح اصول پر دو طرف سے یہ حملہ اور دفاع عمل میں لے آیا گیا تو دہلی کا آزاد ہو جانا عین ممکن ہے“۔

ایسے منصوبہ بند طریقوں سے نپٹنے اور سر کرنے کے لئے آلات حرب وضرب کی سخت ضرورت ہوتی ہے، قاضی عنایت علی جیسے رئیس اعظم اور نواب کے لئے یہ کوئی بڑی بات نہ تھی۔

مظفر نگر سے فوج کے آنے کی اطلاع جب اسلام کے ان سرفروشوں کو ہوئی تو فوراً مقابلہ کے لئے دوڑ پڑے، تلواریں اٹھیں، چمکیں اور ٹکرائیں، سر تن سے جدا ہونے لگے، مرنے والوں کی آہ وکراہ اور زخمیوں کی چیخ وپکار اور مجاہدین کے نعروں سے تھانہ بھون گونج اٹھا۔ چیتے کا دل اور شاہین کا عزم لے کر میدان کارزار میں آنے والی یہ خدائی فوج اتنی نڈر، طاقت ور، حوصلہ مند، ارادے کی پکی اور قول وعمل کی سچی تھی کہ ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی اور برابر لڑتے رہے۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ جن کو کتابوں کے علاوہ آلات حرب وضرب سے کبھی سابقہ نہ پڑا تھا جب اس پہلے میدان کارزار میں پہنچے تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آپ بے دھڑک دشمن کی صفوں میں گھستے چلے جاتے تھے۔ اپنی فکر کے بجائے پوری ملت اسلامیہ کی ایسی فکر دامن گیر تھی کہ یہ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

احساس نہ رہا کہ اگر آج میں راہ خدا میں کام آ گیا تو آنے والے کل جب قوم کو ہماری ضرورت پڑے گی تو کیا ہوگا۔مؤرخین کے مطابق حضرت نانوتوی کی جواں مردی اور پامردی کو دیکھ کر حضرت حاجی صاحبؒ بہت زیادہ متاثر ہوئے اور مولانا منیراحمد نانوتویؒ کو نصیحت فرمائی کہ:

''مولانا محمد قاسم بالکل آزاد اور جری ہیں ہر صف میں بے محابا گھس جاتے ہیں اس لئے آپ کسی وقت ان کا ساتھ نہ چھوڑیں''۔

چنانچہ حضرت مولانا منیر احمد صاحب نانوتویؒ ہمیشہ سایہ کی طرح مولانا قاسم صاحبؒ کے ساتھ رہے۔اور اس نگرانی کی مولانا محمد قاسم صاحبؒ کو اطلاع بھی نہ ہوئی۔

تھانہ بھون کی اس جنگ میں امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ، حضرت حافظ ضامن شہیدؒ، مولانا منیر احمد نانوتویؒ نے حضرت حاجی صاحبؒ کی قیادت وامارت میں بنفس نفیس شرکت کی اور اپنی مجاہدانہ خوبیوں اور دینی اسلامی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

تھانہ بھون مٹی کا ڈھیر بن گیا

ایک طرف فوج کی فوج اور سامان ضرب وحرب کا انبار اور دوسری طرف اسلام کے چند گنے چنے افراد اور آلات جنگ کا فقدان، لیکن اللہ کے ان سپاہیوں کو اللہ رب العزت کی طرف سے جو طاقت اور حوصلہ ملا تھا اس کی وجہ سے رات تک مقابلے کا بازار گرم رہا۔ادھر مشرق کی جانب سے فوج نے گولہ باری شروع کردی اور حکومت کی طرف سے حضرت حاجی صاحب سمیت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے نام گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوگئے۔فوج اندھا دھند گولے اور گولیاں برساتی ہوئی قصبہ تھانہ بھون میں داخل ہوگئی اور عام طور پر کشت و خون کا بازار گرم ہوگیا۔مٹی کا تیل چھڑک کر مکانات میں آگ لگادی گئی، مسلمانوں کے مال واسباب کو لوٹ لیا گیا اور رات کی تاریکی ختم ہونے سے پہلے تھانہ بھون مٹی کا ڈھیر بن گیا تھا۔

شاملی پر یلغار

انگریزوں نے تھانہ بھون کی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی اس لئے مجاہدین اسلام نے خفیہ طریقے سے شاملی کا رخ کیا اور اس قلعہ پر حملہ آور ہوگئے۔جس میں انگریز پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے لیکن فصیل بند قلعہ پر اتنی جلد فتح پالینا آسان کام نہیں تھا اس لئے انگریزی فوج نے تیروں اور گولیوں سے اسلامی لشکر پر حملہ شروع کردیا، اور اسلامی لشکر بھی ایسی جگہ تھا جہاں سر چھپانے کے لئے کوئی مکان تھا اور نہ آڑ لینے کے لئے کوئی دیوار، لیکن اسلام کے ان سرفروشوں نے ہمت نہیں ہاری، راہ خدا میں شہید ہوتے رہے بالآخر حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے ایک خاص ترکیب سے قلعہ کا ایک دروازہ جلادیا اور ابھی پورا دروازہ جلنے بھی نہ پایا تھا کہ اسلامی فوج قلعہ میں داخل ہوگئی اور خون کی ہولیاں کھیلی جانے لگیں۔پورا قلعہ تلواروں کی جھنکاروں سے گونج اٹھا، ہر طرف آہ وبکا سے عجیب سا سماں پیدا ہوگیا، اور بہت جلد مجاہدین اسلام نے قلعے پر قبضہ کرلیا، لیکن جنگ برابر جاری رہی۔شاملی کا وسیع و عریض میدان لاشوں سے بھر گیا، اسی دوران حضرت حافظ ضامن شہیدؒ نے مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے فرمایا: ''میاں رشید احمد! میرا دم نکلے تو تم میرے پاس ضرور ہونا'' چنانچہ ایک کافر نے حضرت حافظ ضامن صاحبؒ پر گولی چلائی جو آپ کی ناف پر لگی اور شدید طور پر مجروح ہوگئے۔مولانا رشید احمد گنگوہیؒ انہیں فوراً اٹھا کر مسجد میں لائے اور سر مبارک اپنے زانو پر رکھ کر تلاوت قرآن میں مصروف ہوگئے اسی دوران حضرت حافظ صاحبؒ کی روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔(انا للّٰہ وانا الیہ راجعون)

مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے میدان جنگ میں جس جوش وجذبہ، قوت وطاقت کا ثبوت پیش فرمایا اور اپنے بے مثال مجاہدانہ جوہر دکھائے کہ ان کے رفقاء بھی حیران اور ششدر تھے۔کسی کافر نے حضرت مولانا قاسمؒ پر گولی چلائی اور وہ گولی ٹھیک

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کنپٹی پر لگی۔ درد کی شدت نے بیٹھنے پر مجبور کر دیا۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت حاجی صاحبؒ لپکے اور اپنے دست مبارک کو زخم کی جگہ رکھ کر فرمایا میاں قاسم کیا ہو گیا؟ دیکھا گیا تو زخم کا نام ونشان تک موجود نہ تھا جب کہ پورا بدن اور سارے کپڑے خون سے لت پت ہو چکے تھے۔

بہرحال دین کے ان مخلص افراد کا خلوص کام آیا اور شاملی کا قلعہ فتح کر کے تھانہ بھون واپس تشریف لے گئے۔ یہ چودہ ستمبر ۱۸۵۷ء کا واقعہ ہے۔

تحریک ریشمی خطوط

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ ۱۲۶۸ھ میں بریلی میں پیدا ہوئے۔ کچھ شعور ہوا تو دیکھا کہ ہمارے اکابر انگریز سے نبرد آزما ہیں، تو ۱۸۵۷ء کے خونی ماحول کو دیکھ کر انگریزوں کے خلاف عداوت و بغاوت دل میں بیٹھ گئی اور انگریزوں سے ٹکرانے اور ان کو ہندوستان سے نکالنے کی تیاریاں کرنے لگے۔ دینی علوم کی تکمیل کے بعد آزادی کی تحریک میں شامل ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد اس تحریک کو آگے بڑھاتے ہوئے ایک مشیر اور ساتھی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی شکل میں ایک ایسا مجاہد عطا کیا جو علوم و اعمال، دین و ملت کے لئے فعال تحریک آزادی کے لئے نہایت موزوں، عزم و ارادے کے پکے اور قول و فعل میں مخلص تھے، خود مولانا موصوف تحریر فرماتے ہیں:

"۱۹۱۵ء میں شیخ الہندؒ کے حکم سے کابل گیا۔ مجھے کوئی مفصل پروگرام نہیں بتایا گیا اس لئے میری طبیعت اس ہجرت کو پسند نہ کرتی تھی مگر تعمیل حکم کے لئے جانا ضروری تھا خدا نے اپنے فضل و کرم سے نکلنے کا راستہ صاف کر دیا............ کابل جا کر مجھے معلوم ہوا کہ حضرت شیخ الہندؒ جس جماعت کے نمائندہ تھے اس کی پچاس سال کی محنتوں کا حاصل میرے سامنے "غیر منظم" شکل میں تعمیل حکم کے لئے تیار ہے۔ اس کو میرے جیسے ایک خادم شیخ الہندؒ کی اشد ضرورت تھی۔ اب مجھے اس ہجرت اور حضرت شیخ الہندؒ کے اس انتخاب پر فخر محسوس ہونے لگا"۔ (تحریک شیخ الہند ص ۶۳)

ریشمی خطوط

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب سندھیؒ نے کابل سے ریشم کے ایک کپڑے پر خط تحریر کر کے شیخ عبدالحقؒ نو مسلم کے حوالے کر دیا کہ یہ خط خفیہ طریقہ پر شیخ عبدالرحیم سندھیؒ کے پاس پہنچا دو اور یہ تاکید بھی کر دی تھی کہ شیخ صاحب فوراً حجاز چلے جائیں۔ لیکن حالات کچھ ایسے بنے کہ وہ خط شیخ عبدالرحیم صاحبؒ کے حوالے کرنے کے بجائے خان بہادر رب نواز خان کو دے دیا۔ ان کے ذریعہ سے پنجاب کے گورنر مائیکل اوڈوائر کے پاس پہنچا، اس طرح حکومت کو حضرت شیخ الہندؒ اور مولانا عبید اللہ صاحب سندھیؒ اور دوسرے کارکنوں کی خفیہ تحریک کے کچھ راز معلوم ہو گئے۔

حضرت شیخ الہندؒ کی وہ عالمی تحریک جس میں حاجی صاحب ترنگزئی ملا صاحب سنڈاکے، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا محمد علی جوہر، حکیم اجمل خاں اور نواب وقار الملک وغیرہ نے بروقت حصہ لیا، اور سرگرم کارکن اور مخلص مشیر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

حقیقت یہی ہے کہ حضرت شیخ الہندؒ اپنے دور کے امیر المؤمنین اور قافلہ حریت کے چیف کمانڈر تھے جنہوں نے اپنی عمر کے اکثر اوقات کو راہ خدا میں قربان کیا تھا۔ اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے کابل، یاغستان، حجاز وغیرہ کے اسفار طے کئے۔ اور اس سرگرمی اور فعالیت کی وجہ سے ساڑھے تین سال مالٹا کی جیل میں قید و بند کی صعوبتیں جھیلتے رہے۔ ان تمام کارروائیوں اور سرگرمیوں کا نتیجہ اور خلاصہ ۱۹۴۷ء کی وہ آزادی ہے جس میں لاکھوں مسلمانوں نے جام شہادت نوش کر کے ہندوستان کو آزاد کرایا۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ اس تحریک میں شروع

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

سے پیش پیش رہے،۱۳۳۲ھ میں مولانا محمود حسن صاحبؒ جب مکہ پہنچے اس وقت بھی حضرت مدنیؒ نے بڑی تگ ودو سے اس تحریک میں دلچسپی لی۔انگریزی فوج میں شمولیت پر حرمت کا فتویٰ ،اور انگریزی حکومت کے خلاف بغاوت میں آپ کا اہم کردار رہا ہے۔مولانا مدنیؒ سے جب برطانوی حکومت نے پوچھا کہ کیا آپ نے انگریزی فوج میں مسلمانوں کی شمولیت کو حرام قرار دیا ہے؟ تو حضرت نے انگریزوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر فرمایا:ہاں میں نے فتویٰ دیا تھا اور اب بھی اس فتویٰ پر قائم ہوں اور ان شاء اللہ آئندہ بھی قائم رہوں گا۔یہ دندان شکن جواب موصوف نے اس وقت دیا تھا جب توپوں اور فوجوں کے درمیان اسٹیج لگایا گیا تھا اور انگریز...... نے للکارا تھا کہ کون ہے جو آزادی کا طالب ہے؟اس وقت گاندھی وغیرہ سب ہی موجود تھے مگر کسی میں ہمت نہیں ہورہی تھی کہ اسٹیج پر جا کر جواب دیا جائے لیکن حضرت شیخ الاسلامؒ ایسی حالت میں پہنچے کہ آپ رحمہ اللہ کا گرفتاری کا وارنٹ جاری تھا۔

۱۳۳۲ھ کے بعد جب حضرت شیخ الہندؒ کو مالٹا کی جیل جانا پڑا تو آپ بھی استاذ کے ہمراہ تھے۔آپ کا خیال تھا کہ اس ملک کے مسلمانوں کی کامیابی اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک یہ ملک آزاد نہ ہوجائے۔چنانچہ ۱۹۲۰ء کے بعد خلافت اور ترک موالات کی تحریک میں ایک پرجوش کارکن کی حیثیت سے خدمت انجام دی تھی۔ (جنگ آزادی کے مسلم مجاہدین)

بہرحال اس ملک کو آزاد کرانے میں مسلمانوں بالخصوص سہارنپور کے مجاہدین کا زبردست حصہ ہے۔اور حضرت سید احمد شہیدؒ کے زمانے میں سہارنپور کے نامور عالم،فقیہ،محدث حضرت مولانا سعادت علی صاحبؒ بانی مظاہر علوم بھی اس تحریک کے رکن رکین تھے۔اور آپ کے گھر کی تلاشی لی گئی تھی۔

(سید بادشاہ کا قافلہ)

یہ ملک سید احمد شہیدؒ اور سلطان ٹیپو سے لے کر شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، شیخ رشید احمد دہلویؒ،مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ،مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ اور مفتی کفایت اللہ دہلویؒ وغیرہم کی محنتوں،کوششوں اور سرگرمیوں کا شجر سایہ دار ہے جس کے سایے میں ہم سانسیں لے رہے ہیں۔ان سرفروشوں اور راہ خدا میں شہید ہونے والوں کو قیامت تک بھلایا نہیں جاسکتا۔!!!!

نعت شریف

جناب حفیظ محمود بلند شہری

کہہ رہا ہوں نعت اے بادِ صبا، مجھ کو نہ چھیڑ
جا ترے ہی نام ہے اب قافیہ، مجھ کو نہ چھیڑ

دل میں یادیں ہیں،زباں پر ذکر ہے سرکار کا
مل رہی ہے روح اور دل کو غذا،مجھ کو نہ چھیڑ

ناخدا میں کہہ رہا ہوں ، نعت محبوب خدا
تو خدا کے نام سے کشتی چلا ، مجھ کو نہ چھیڑ

دوسرا جز کلمۂ طیّب کا ہے باقی ابھی
اس کو بھی پڑھ لوں،ٹھہر جا اے قضا،مجھ کو نہ چھیڑ

ہر مرض کی ہے دوا صلِ علیٰ قاری حفیظؔ
وِرد کر صلِّ علیٰ،صلِّ علیٰ ، مجھ کو نہ چھیڑ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اسلام میں وعدہ کی اہمیت

مفتی محمد عبداللہ قاسمی دارالعلوم حیدرآباد۔ موبائیل:8688514639

معاشرے کی تعمیر وترقی میں جہاں بہت سے امور کلیدی حیثیت رکھتے ہیں، وہیں اس میں وعدے کی تکمیل اور معاہدے کی پاسداری کا بھی خاص دخل ہے، ایفائے عہد ایسی محمود اور پسندیدہ صفت ہے کہ اس سے معاشرے میں باہمی تعاون اور آپسی اعتماد میں اضافہ ہوتا ہے، اخوت ومحبت اور ایثار وہمدردی کے صالح جذبات نشو ونما پاتے ہیں، اس کے برخلاف عہد کی خلاف ورزی اور وعدہ شکنی مذموم اور قابل صد نفریں عادت ہے، اس سے معاشرے میں بے اعتمادی اور بے اطمینانی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، اور پورا سماج انتشار اور آپسی خلفشار کی تصویر بن جاتا ہے۔

وعدہ کی اہمیت شریعت کی نظر میں

چوں کہ وعدہ کو پورا کرنا معاشرے کی تعمیر وتشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے، اور باہمی تعلقات کو مضبوط ومستحکم بنانے میں شاہ کلید کی حیثیت رکھتا ہے؛ اس وجہ سے قرآن کریم کے اندر سورۂ مومنون کی ابتدائی آیات میں فلاح وکامیابی سے ہمکنار ہونے والے مومنین کی جہاں دیگر صفات ذکر کی گئی ہیں، وہیں ایک صفت یہ بھی ذکر کی گئی ہے کہ وہ اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں (المومنون:۸) ایک دوسری جگہ اللہ تبارک وتعالی نے مسلمانوں کو ایفائے عہد کی تاکید کی ہے، اوران کو خبر دار کیا ہے کہ قیامت کے دن اس بارے میں سوال کیا جائے گا (بنی اسرائیل:۳۴) بغیر کسی عذر شرعی کے وعدہ کی خلاف ورزی کرنا اور معاہدے کو توڑ دینا گناہ کبیرہ ہے، اور اللہ جل شانہ کے غضب وغصہ کا موجب ہے، آپ ﷺ نے عہد شکنی کو منافقین کی صفت قرار دیا ہے، چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: چار خصلتیں جس شخص کے اندر ہوں وہ پکا منافق ہے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے، جب معاہدہ کرے تو دھوکہ دے اور جب جھگڑا کرے تو گالی دے۔ اور جب کسی میں مندرجہ بالا خصلتوں میں سے کوئی خصلت ہو تو اس میں ایک نشانی نفاق کی ہے۔ الا یہ کہ وہ اس عادت کو چھوڑ دے۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۳۱۷۸) ایک حدیث میں ہے: جو شخص کسی مسلمان سے عہد شکنی کرے اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، نہ اس کے فرائض قبول کیے جائیں گے نہ نوافل۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۱۸۷۰) ایک روایت میں ہے: قیامت کے دن ہر غدار کے لئے ایک جھنڈا نصب ہوگا، جو اس کے لئے بے وفائی کا نشان ہوگا۔ (بخاری، حدیث نمبر:۷۲۲۲)

سیرت نبوی اور ایفاء عہد

آپ ﷺ کی پوری زندگی اخلاق حسنہ کی حسین تشریح تھی، آپ ﷺ بے شمار محاسن وخوبیوں کی جیتی جاگتی تصویر تھے، آپ ﷺ کی زندگی کا ایک امتیازی وصف عہد وپیمان کو پورا کرنا بھی تھا اور یہ وصف آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی زندگی میں اتنا نمایاں تھا کہ مسلمان تو مسلمان کفار مکہ اور دشمنان اسلام بھی آپ ﷺ کی اس عظیم خوبی کے معترف تھے، ابوسفیان جو مشرف بہ اسلام ہونے سے قبل اسلام اور مسلمانوں کے سخت دشمن تھے، ان کے تشنہ کام لب مسلمانوں کے خون سے ہی سیراب ہوتے تھے، لیکن جب ہرقل نے بھرے دربار میں آپ ﷺ کی نسبت پوچھا کہ کیا وہ عہد

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کو پورا کرتے ہیں؟ تو ابوسفیان نے برملا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ ہاں وہ عہد کو پورا کرتے ہیں۔(بخاری، حدیث نمبر:۷) صلح حدیبیہ کے اگلے سال جب آپ ﷺ عمرۃ قضاء کے لئے تشریف لائے تو حفص بن مکرز نے آپ ﷺ کے سامنے اس حقیقت کا اعتراف کیا: ماعرفت بالغدر صغیرا ولا کبیرا بل عرفت بالبر والوفاء (من اخلاق النبی الکریم) آپ ﷺ نہ تو بچپن میں عہد شکنی کرنے والے سمجھے گئے نہ بڑی عمر میں، بلکہ آپ ﷺ تو حسن سلوک اور عہد و پیان کو پورا کرنے میں شہرت رکھتے ہیں۔

غزوۂ بدر میں حذیفہ بن یمانؓ کی عدم شرکت کا واقعہ

انسان کا اصل امتحان اس وقت ہوتا ہے جب کہ خوفناک اور جاں گسل حالات سے وہ دوچار ہو جائے، حوادث اور گردش زمانہ کا وہ شکار ہو جائے، ایسے وقت بہت سے کم ہمت اور ضعف آشنا لوگ اپنی طبیعت وعادت کو چھوڑ کر ایسی چیزوں پر اتر آتے ہیں، جو انسان کے لئے موجب ننگ وعار ہوتی ہیں؛ لیکن آپ ﷺ جو ایک عظیم مصلح، داعی کبیر اور رہبر عالم تھے، ایسے سخت اور دل فگار حالات میں بھی ان اصولوں سے دست بردار نہیں ہوئے جن کی وہ پوری انسانیت کو دعوت دیتے ہیں، چنانچہ غزوۂ بدر کے موقع پر جب کہ مسلمان بے سروسامانی کے عالم میں تھے، افراد اور اسباب ووسائل بھی مسلمانوں کے پاس ناپید تھے، دوسری طرف کفار مکہ ایک لشکر جرار لے کر شمع اسلام کو گل کرنے کے لئے صف بستہ ہو گئے تھے، اور انہوں نے اپنے مال ودولت کا ایک معتدبہ حصہ اس جنگ کے پیچھے جھونک دیا تھا، ایسے مہیب اور زہرہ گداز حالات میں حضرت حذیفہؓ اور ان کے والد بزرگوار یمانؓ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، اور عرض کناں ہوتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول! ابوجہل نے راستہ میں ہم دونوں کو گرفتار کر لیا اور اس نے ہمیں یہ وعدہ لے کر رہا کیا کہ تم دونوں مسلمانوں کے ساتھ ہمارے خلاف جنگ میں حصہ نہیں لوگے، لیکن چوں کہ اس نے ہماری گردن پر تلوار رکھ کر یہ وعدہ لیا ہے اس لئے ایسے وعدے کا کیا اعتبار؟ ہم جنگ میں حصہ لینا چاہتے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! جب تم دونوں ابوجہل سے جنگ میں حصہ نہ لینے کا عہد کر چکے ہو تو اس عہد کی پاسداری ضروری ہے، اور آپ ﷺ نے ان دونوں حضرات کو جنگ میں شریک ہونے کی اجازت نہیں دی۔

حضرت ابوجندلؓ کو واپس کرنے کا واقعہ

صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار مکہ اور مسلمانوں کے مابین جب چند شرائط پر معاہدہ ہو گیا، اور ان شرائط کو قید تحریر میں لایا جا رہا تھا، اس معاہدے کی ایک دفعہ یہ تھی کہ اگر کوئی مسلمان معاذ اللہ مرتد ہو کر مکہ مکرمہ آجائے تو کفار اس کو واپس نہیں کریں گے؛ لیکن اگر مکہ کا کوئی شخص مسلمان ہو کر مدینہ چلا جاتا ہے تو مسلمان اسے مکہ بھیجنے کے پابند ہوں گے، عین اسی وقت صحابی رسول حضرت ابوجندلؓ (جو مشرف باسلام ہو چکے تھے اور اسلام قبول کرنے کی پاداش میں قید وبند کی صعوبتیں عرصے سے برداشت کر رہے تھے) پابہ زنجیر حاضر ہوتے ہیں، اور مسلمانوں سے فریاد کرتے ہیں، آپ ﷺ اولا تو کفار مکہ سے ان کو آزاد کرنے کی درخواست کرتے ہیں، لیکن جب وہ اس پر کسی طرح سے آمادہ نہیں ہوتے ہیں، تو حضرت ابوجندلؓ کو صبر کی تلقین کرتے ہیں، اور ان کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ضرور اللہ تعالی تمہارے لئے کوئی راہ نکالیں گے، (سبل السلام من صحیح سیرۃ خیرۃ الانام:۱/۴۵۵) ظاہر ہے کہ آپ ﷺ (جو مسلمانوں کے حق میں نہایت شفیق اور مہربان تھے، مومنین کے تئیں محبت وہمدردی آپ ﷺ کے رگ وریشہ میں پیوست تھی) کے دل پر اس وقت کیا گزری ہوگی، اور اس صورت حال پر آپ ﷺ کتنے رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہوئے ہوں گے، لیکن ان سب کے باوجود آپ ﷺ نے ایفائے وعدہ کی ایک زندہ جاوید مثال قائم فرمائی، اور پوری انسانیت کو یہ پیغام دیا کہ ناموافق حالات میں بھی اپنے اصولوں پر کاربند رہنا اور دین وشریعت کو مضبوطی سے تھامنا ہی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

فلاح وکامیابی کی کلید ہے۔

مسلمانوں کا مفتوحہ علاقے واپس کرنا

صحابہ کرام رضوا ن اللہ تعالی علیہم اجمعین (جو گلستان انسانیت کے گل سرسبد اور پوری نوع انسانی کے لئے باعث شرف وافتخار تھے، آپ ﷺ کی کیمیا اثر صحبت نے ان کے اخلاق وکردار کو جو بلندی، ان کے افکار کو جو سرسبزی وشادابی عطا کی تھی وہ پوری دنیا کے لئے قابل رشک ہے) میں بھی ایفائے عہد اور معاہدے کی پاسداری کا وصف اتنا نمایاں تھا کہ آج کی خودغرض اور مفاد پرست دنیا میں بسنے والے لوگوں کو اس کا تصور بھی مشکل ہے، حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ شام کے گورنر تھے، حضرت معاویہؓ اور رومیوں کے مابین جنگ بندی کا جو معاہدہ تھا وہ مدت جب ختم ہونے کو تھی، تو حضرت معاویہؓ نے مسلم افواج کا ایک دستہ تیار کیا، اوران کو سرحد کے قریب بھیج دیا؛ تاکہ جوں ہی معاہدے کی مدت ختم ہو، رومیوں پر حملہ کر دیا جائے اوران پر مسلمانوں کا رعب و دبدبہ قائم کیا جائے، چنانچہ جوں ہی معاہدے کی مدت ختم ہوئی مسلم افواج نے پیش قدمی شروع کر دی، اوررومیوں کے بہت سے علاقوں کو فتح کر لیا، اچانک انہوں نے پیچھے ایک سبک سیر گھوڑ سوار کو دیکھا جو کہہ رہا تھا: اللہ کے بندو! عہد کو پورا کرو اور عہد شکنی مت کرو، یہ حضرت عمرو بن عبسہؓ تھے، حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ معاہدے کی مدت ختم ہو چکی ہے؛ اس لئے یہ دھوکہ کیوں کر ہوگا؟ حضرت عمرو بن عبسہؓ نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس کا کسی قوم سے معاہدہ ہو تو وہ ہرگز معاہدہ نہ توڑے، اگر معاہدے کی مدت ختم ہو جائے تو ان کو پیشگی اطلاع دے دی جائے کہ معاہدے کی مدت ختم ہوگئی ہے، اور ہم تجدید معاہدہ نہیں کرنا چاہتے ہیں، (ترمذی، حدیث نمبر: ۱۵۸۰) اتنا سننا تھا کہ حضرت معاویہؓ اپنا لشکر واپس لے کر چلے گئے، اور دشمنوں کے جن علاقوں کو فتح کر لیا تھا ان کو بھی واپس کر دیا۔ یورپی اقوام جنہیں اپنی تہذیب وتمدن پر بڑا ناز ہے، اور انہیں دانشور اور ترقی یافتہ ہونے کا حد سے زیادہ زعم ہے، کیا وہ اپنی پوری تاریخ میں اس کی مثال پیش کر سکتے ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ سامراجیت اور ڈکٹیٹر شپ کا بھوت ان کے دل ودماغ پر اس قدر سوار ہے کہ اپنے استعماری جذبہ کی تسکین کے لئے قتل وغارت گری، فریب و دھوکہ دہی اور عیاری ومکاری سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

مسلم سماج اور وعدہ خلافی

آج ہمارے مسلم معاشرے میں وعدہ خلافی ایک ناسور بن چکا ہے، وعدہ خلافی کا مرض اس قدر عام ہو گیا ہے کہ عوام تو عوام اچھے خاصے پڑھے لکھے دین دار لوگ بھی اس کا شکار ہیں، اور عجیب المیہ یہ ہے کہ اس کے گناہ ہونے کا تصور ذہنوں سے ختم ہوتا جا رہا ہے، ہمارے معاشرے میں وعدہ کی متعدد صورتیں رائج ہو چکی ہیں، ذیل میں چند کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

مُلکی قوانین کی خلاف ورزی

حکومت کی طرف سے اجتماعی نظام کو منظّم کرنے کے لئے جو قوانین تشکیل دیئے جاتے ہیں اگر وہ اسلام کی تعلیمات سے متصادم نہیں ہیں تو ملک کے شہری ہونے کی حیثیت سے ان قوانین پر عمل کرنا واجب ہے، اوران قوانین سے روگردانی کرنا اور بغاوت کی راہ اختیار کرنا ناجائز ہے اور گناہ کبیرہ ہے، لیکن عام طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ دیدہ ودانستہ ان قوانین کو خاطر میں نہیں لایا جاتا، اور بلا جھجھک انہیں توڑ دیا جاتا ہے، مثلاً ٹریفک حادثات پر کنٹرول کرنے کے لئے حکومت نے کچھ ضوابط مقرر کیے ہیں، جیسے گاڑی کی رفتار کس راستہ پر کیا ہونا چاہیے اس کے لئے جگہ جگہ شاہراہوں پر بورڈ نصب کیے گئے ہیں، عام راستوں پر پارکنگ کو ممنوع قرار دیا گیا ہے، غلط رخ پر گاڑی چلانے پر پابندی ہے، چوراہوں پر لال بتی جلنے پر گاڑی روکنے کا پابند کیا گیا ہے، گاڑی چلاتے وقت لائسنس اور ضروری کاغذات رکھنے کو ضروری قرار دیا گیا ہے، ان جیسے ضوابط کی خلاف ورزی ہمارے مسلم سماج میں ایک عام سی بات ہوگئی ہے، جوان ہو کہ بوڑھا، جاہل ہو کہ عالم

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہر کوئی ان ضوابط کو نظر انداز کر دیتا ہے، اور اسے یہ شعور نہیں ہوتا کہ اس طرح کی لاپرواہی اور بے اعتنائی سے وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو رہا ہے، اسی طرح حکومت کی جانب سے رات دیر تک دکانیں اور ہوٹل کھلے رکھنا ممنوع ہے، لیکن جگہ جگہ بڑے ہوٹل اور دکانیں رات دیر تک کھلی نظر آتی ہیں، اور افسوس تو یہ ہے کہ اس کے گناہ ہونے کا تصور بھی ختم ہوتا جا رہا ہے۔

جلسے اور ضیاع وقت

آج کل بے جا قسم کے جلسوں اور کانفرنسوں کی بہتات ہوگئی ہے، ایک تو ان جلسوں کے پیچھے نہایت خطیر رقم صرف کی جاتی ہے، اور پانی کی طرح پیسے بہائے جاتے ہیں، دوسرے عام طور پر ان جلسوں کا مقصد نمائش اور شہرت طلبی کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا، اس طرح کے جلسے جلوس کے غیر معقول ہونے میں کوئی شک نہیں، تاہم وہ جلسے جو خالص دینی اور تعمیری مقاصد کے لئے منعقد کیے جاتے ہیں ان میں بھی ضبط اوقات کا اہتمام نہیں ہوتا، اشتہارات میں جلسے کے آغاز ہونے کا جو وقت دیا جاتا ہے اس وقت پر خود جلسے کے نظماء اور ذمہ دار حضرات نہیں پہنچتے ہیں، اس طرح جلسوں میں شرکت کرنے سے خاصا وقت ضائع ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ جلسوں میں مقررین کو ایک مقررہ وقت دیا جاتا ہے، لیکن مقررین مقررہ وقت میں اپنی بات پوری نہیں کرتے ہیں، اور زیادہ وقت لے لیتے ہیں، ظاہر ہے کہ یہ سب چیزیں وعدہ خلافی کے ضمن میں آتی ہیں، لیکن عام طور پر اس سے غفلت اور سہل انگاری برتی جاتی ہے۔

ڈیوٹی کے اوقات کی عدم پابندی

ادارہ اور کمپنی کی طرف سے ملازمین کے لئے کام کے جو اوقات مقرر ہوتے ہیں ان کی پابندی کرنا بھی ضروری ہے، تاخیر سے جانا اور پوری تنخواہ وصول کرنا بھی شرعاً وعدہ خلافی کے ضمن میں آتا ہے، لیکن عام طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ملازمین ڈیوٹی کے لئے مقررہ وقت پر حاضر نہیں ہوتے، اور پوری تنخواہ وصول کرتے ہیں، اور اس میں عوام کو تو ایک طرف رکھیے خواص بھی مبتلا ہیں، اور اس کے گناہ ہونے کا تصور بھی ختم ہو چکا ہے، اسی طرح یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض ملازمین ڈیوٹی کے اوقات میں دفتری کام کے بجائے ذاتی کام کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ یہ بھی ایک قسم کی خیانت اور وعدہ خلافی ہے، اور گناہ کا باعث ہے۔

اللہ تبارک وتعالی سے دعاء ہے کہ امت مسلمہ کو صراط مستقیم پر گامزن فرمائے، اور وعدہ خلافی کا جو مرض مسلمانوں میں عام ہوگیا ہے اس کا ازالہ فرمائے، اور ایفائے وعدہ اور معاہدے کی پاسداری کے جوہر سے مسلم امت کو آراستہ فرمائے۔ آمین ثم آمین

یادرکھنے کی باتیں

☆

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

علم دین بہترین میراث ہے۔

ادب وتربیت کا مشغلہ بہترین کام ہے۔

زہد وتقویٰ بہترین توشہ ہے جو سفر آخرت میں کام آتا ہے۔ خلوص دل کے ساتھ اللہ کی بندگی متاع گراں مایہ ہے۔

عمل صالح ایمان کی منزل مقصود کی طرف بہترین رہنمائی کرنے والا ہے۔

اخلاق فاضلہ بہترین ساتھی ہے۔

تحمل اور بردباری بہترین معاون اور مددگار ہے۔

قناعت سے بہتر کوئی تونگری نہیں ہے۔

اور توفیق الٰہی سے عمدہ کوئی یار و مونس نہیں۔

اہل بصیرت کے لئے موت سے زیادہ کوئی عبرت ناک شئی نہیں ہے، کہ خبر مرگ، قافلہ عمر کے لئے بانگ رحیل ہے۔

(منہاجات)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

امُ المومنینِ حضرت خدیجہؓ

امتیازات و اسلامی معاشیات

—— مولانا فاروق اعظم قاسمی (ریسرچ اسکالر جواہر لعل نہرو یونیورسٹی نئی دہلی)

اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے پیارے رسول کی براہِ راست نگرانی وتربیت فرمائی، وہیں عمر کے ایک خاص مرحلے میں ایک ایسی شریکِ حیات بھی عطا کی جو ہر حوالے سے آپ ﷺ کے لیے اور آپ کے عظیم مشن کے لیے بہترین رفیق وہمدرد ثابت ہوئیں۔

سب سے پہلے رب ذو الجلال نے حضرت خدیجہؓ کے ذریعے آپ کے معاشی مسائل حل کر کے بے فکر کیا۔ دوسرے جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نورِ نبوت سے سرفراز کیا تو اس کی تصدیق کرنے والا پہلا قدم اسی غم گسار بیوی کا تھا۔ تیسرے جب آپ ﷺ بحکمِ الٰہی دعوت وتبلیغ کے مشن کو لے کر اٹھ کھڑے ہوئے تو اپنے ہی آپ کے بے گانے بلکہ دشمن ہوگئے اور اپنی طاقت وقوت کے بقدر ہر طرح سے رسولِ خدا کو اپنے مشن سے ہٹانے کوششیں کیں، لیکن اللہ نے آپ کو ایک باہمت و باحوصلہ بیوی عطا کی تھی جو آپ کے آغازِ مشن میں بھی سایے کی طرح ساتھ ساتھ رہیں، خانۂ کعبہ کے زیرِ سایہ اگر رسول اللہ نے نماز ادا کی تو حضرتِ خدیجہؓ نے وہاں بھی رفاقت کا حق ادا کیا اور سب سے بڑھ کر شِعب ابی طالب میں بھی پورے تین سال تمام مشقتوں اور مصائب کو جھیل کر آپ کے قدم بقدم رہیں۔

حضرت خدیجہؓ دولت وثروت، حسنِ صورت وسیرت، ذکاوت وذہانت اور اعلیٰ اخلاق وکردار کی حامل ایک بلند حوصلہ خاتون تھیں، والد کے انتقال کے بعد انھوں نے اپنا کاروبار خود سنبھالا۔ حضرت خدیجہؓ کی ان ہی خصوصیات کی بنا پر ایک سے زائد سردارانِ قوم نے ان سے نکاح کرنے کی خواہش ظاہر کی لیکن انھوں نے سب کو نفی میں جواب دیا۔ حضرت خدیجہؓ کی تجارت کا سلسلہ ایک طرف شام اور دوسری طرف یمن تک پھیلا ہوا تھا۔ اس کے لیے انھوں نے ایک بڑا عملہ تیار کیا ہوا تھا جس میں عرب، یہودی، عیسائی کے ساتھ ساتھ بہت سے غلام بھی کام کیا کرتے تھے۔ حسنِ تدبیر اور امانت داری و دیانت داری کے باعث ان کی تجارت عروج پر پہنچ گئی تھی۔ حضرت خدیجہؓ نے جب اپنی تجارت میں رسولِ خدا کو شریک ہونے کی دعوت دی تو آپ ﷺ نے ان کی یہ درخواست قبول کی اور اپنے حسنِ تدبیر اور دیانت کو کام میں لاتے ہوئے ایک بڑے نفع کی تجارت کر کے دکھایا۔ سفرِ تجارت میں حضرت خدیجہؓ نے اپنے غلام میسرہ کو بھی آپ ﷺ کے ہمراہ کر دیا تھا۔ میسرہ نے سفر سے واپسی کے بعد حضرت خدیجہؓ کو رودادِ سفر سنائی۔ حبیب خدا کے اعلیٰ اوصاف سے حضرت خدیجہؓ پہلے ہی سے واقف تھیں لیکن دورانِ سفر کے احوال سن کر وہ آپ ﷺ سے مزید متأثر ہوئیں۔

اب حضرت خدیجہؓ کو یقینِ کامل ہوگیا تھا کہ جب یہ شخص سچا اور عظیم ہے تو یقیناً اس کا مشن بھی سچا ہوگا۔ اس دانش مند خاتون نے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے آفاقی مشن کو آگے بڑھانے کا عزمِ مصمم کرلیا، ان کا یہ جذبۂ خالص اس وقت تک بار آور نہیں ہوسکتا تھا جب تک کہ حضرت خدیجہ کو سرکارِ دو عالم ﷺ کی کامل معیت حاصل نہ ہو جائے اور اس راہ کو آسان بنانے کا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

سب سے بہترین ذریعہ نکاح ہوسکتا تھا۔ چنانچہ حضرت خدیجہؓ نے رحمۃ للعالمین کی خدمت میں پیغامِ نکاح بھیجا۔

چچا ابو طالب سے مشورے کے بعد حبیبِ خدا ﷺ نے ان کی اس درخواست کو قبول کیا۔ اس طرح سے حضرت خدیجہؓ کی دلی تمنا برآئی اور انھیں ام المومنین کا شرف حاصل ہوا۔ اس رشتے کا قائم ہونا تھا کہ پورے مکہ میں کہرام مچ گیا، سارے رشتے داروں اور سہیلیوں نے حضرت خدیجہؓ کا ساتھ چھوڑ دیا بلکہ الٹے ان پر لعن طعن بھی شروع کر دی۔

طالب ہاشمی لکھتے ہیں:

''حضرت خدیجہؓ کو اسلام کی وسعت پذیری سے بے حد مسرت حاصل ہوتی تھی اور اپنے غیر مسلم اعزہ و اقارب کے طعن و تشنیع کی پروا کیے بغیر اپنے آپ کو تبلیغِ حق میں رسول اللہ کا دست و بازو ثابت کر رہی تھیں''۔ (تذکارِ صحابیات، ص: 33)

حضرت خدیجہؓ کو دو دو شوہروں سے بیوگی کا شدید غم لاحق ہوا تو وہ گوشہ نشیں ہو گئیں۔ اپنے والد خُوَیلد کے انتقال کے بعد ازسرِ نو خود کو سنبھالا دیا اور آپ ﷺ کی رفاقت نے مزید ہمت و حوصلہ بخشا۔ اس کے بعد تو حضرت خدیجہؓ نے پھر کبھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا اور اپنی حیاتِ مستعار کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک سانس حضورِ پرنور ﷺ کے قدموں میں نچھاور کر دیا۔

حضرت خدیجہؓ جس معاشرے میں پیدا ہوئی تھیں وہ انتہائی آلودہ معاشرہ تھا اس کے باوجود اپنی عفت و پاکیزگی کی بنا پر ان کا لقب طاہرہ ٹھہرا، اور انھیں عرب کی ملکہ تجارت کے لقب سے بھی شہرت حاصل تھی۔

نبوت سے قبل بھی ہر قدم پہ رسولِ خدا کا ساتھ دیا اور پندرہ سال کی مثالی ازدواجی زندگی گزاری، پھر جب آپ کو نورِ نبوت سے سرفراز کیا گیا تو اس وقت بھی آپ ﷺ کے قدم بقدم رہیں اور بعد نبوت دس برسوں تک یہ خوشگوار سلسلہ جاری رہا۔ آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے والوں میں سب سے پہلا نام حضرتِ خدیجہؓ کا ہے۔ قاضی سلیمان سلمان منصور پوری نے رحمت للعالمین میں لکھا ہے: ''یہ اسلام میں سب سے پہلے داخل ہوئیں، ان پر کسی مرد یا عورت کو تقدم فی الاسلام حاصل نہیں''۔

(رحمت للعلمین جلد دوم، ص: ۳۹۵)

ابتدا میں آپ ﷺ پر جب وحی کا نزول ہوا تو آپ ﷺ بے حد مضطرب ہوئے اور فرمایا: ''لقد خشیت علیٰ نفسی'' مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ تو حضرت خدیجہؓ نے کس قدر اپنے شوہر نامدار کی دلدہی کی وہ آبِ زر سے بھی قیمتی روشنائی سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ فرمایا:

''کلا واللہ ما یحزیک اللہ ابداً، انک تصل الرحم و تحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف و تعین علیٰ نوائب الحق'' (صحیح البخاری، باب کیف کان بدء الوحی إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر ۳)

ترجمہ: بالکل ایسا نہیں ہوسکتا! اللہ آپ کو ہر مشقت سے بچائے گا، میں دیکھتی ہوں کہ آپ رشتہ داروں سے اچھا سلوک فرماتے ہیں، محتاجوں کی ضرورت پوری کرتے ہیں، بے کسوں کی مدد فرماتے ہیں، مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں اور مصیبت زدوں کی امداد فرماتے ہیں۔

نبوت سے پہلے حضرت خدیجہؓ آپ کی ہمدرد تو تھیں ہی، قبول اسلام میں اولیت کا درجہ حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ قیامِ نماز میں بھی وہ اولیت کا درجہ رکھتی ہیں۔ تاریخ ابنِ خمیس کے حوالے سے مولانا عبدالسلام ندوی نے لکھا ہے: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں دوشنبہ کے دن مبعوث ہوا اور خدیجہ نے اس دن کے آخری حصے میں نماز پڑھی اور علی نے دوسرے دن منگل کو نماز پڑھی، اس کے بعد زید ابن حارثہ اور ابو بکر شریکِ نماز ہوئے''۔

(اسوۂ صحابیات، ص: ۱۰-۱۱)

حضرتِ خدیجہؓ کی غم گساری کے سلسلے میں حافظ ابنِ کثیر البدایہ میں فرماتے ہیں:

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

”وکانت اول من آمن باللہ و رسولہ وصدقت بماجاء فیہ فخفف اللہ بذٰلک عن رسولہ لا یسمع شیئاً یکرہ من ردعلیہ و تکذیبہ لہ فیحزنہ ذٰلک الا فرح اللہ عنہ اذارجع الیھا تثبتہ عنہ و تخففہ عنہ و تصدقہ و تھون علیہ امر الناس حتیٰ ماتت رضی اللہ عنھا“ (نساء النبی، عائشہ عبد الرحمن، دارالکتاب العربی لبنان (۱۹۷۹ء) ص : ۵۵ - ۵۶)

ترجمہ: حضرت خدیجہؓ کا شمار اسلام قبول کرنے والی اولین خواتین میں ہوتا ہے جنھوں نے صدق دلی اور نیک نیتی سے پیغمبر علیہ السلام کی دعوتِ حق کو گلے لگایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خدیجہؓ کے قبول حق کے واقعے سے آپ ﷺ کے غم کو رفع فرمایا۔ آپ ﷺ کو لوگوں کی جانب سے دعوت اسلام کی تردید یا تکذیب و انکار کی خبر ملتی تو نہایت دل گیر ہوتے مگر جب آپ ﷺ گھر میں حضرت خدیجہؓ کے روبرو ہوتے تو وہ ہمیشہ آپ کو تسلی دیتیں، غم گساری کرتیں اور فکر نہ کرنے کو کہتیں۔ حضرت خدیجہؓ نے اپنی زندگی کے آخری لمحے تک آپ ﷺ کے ساتھ خوش اخلاقی اور صبر شعاری کا مظاہرہ کیا۔

حضرت خدیجہؓ محسنِ انسانیت ﷺ کے مشنِ دعوت میں بھی شریک و ہم کار رہیں۔ ابن اسحٰق فرماتے ہیں:

”وکانت لہ وزیر وصدق علی الاسلام“ (نساء النبی، ص: ۴۹)

ترجمہ: حضرت خدیجہؓ ہمیشہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی راہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دست و بازو بنی رہیں۔

مال کے ذریعے اسلام کو جو تقویت حضرت خدیجہؓ نے پہنچائی وہ بے مثال ہے۔ قرآن کی سورہ ضحیٰ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو معاشی دشواریوں سے بے نیازی کا جو پروانہ عطا کیا ہے مفسرین یہاں اس کی تفسیر بمال خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے کرتے ہیں، چناں چہ تفسیر مظہری میں ہے:

ووجدک عائلا فأغنی ای اعطاک بمال خدیجۃ. (المظھری، ثناء اللہ، التفسیر المظھری، ۱۴۱۲ھ) ج ۱۰، ص ۲۸۶)

اس اجمال کی تفصیل بزبان رسالت ﷺ یوں ملتی ہے: ”و اعطتنی مالھا فانفقتہ فی سبیل اللہ“ (علاء الدین المتقی الہندی، کنز العمال، حدیث نمبر ۳۴۳۴۹۔ ترجمہ: اس نے مجھے اپنا مال عطا کیا پھر اسی کو میں نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔

اس کا عملی ثبوت بھی ملاحظہ فرماتے جائیں کہ حضرت خدیجہؓ ہی نے غلام زید ابن حارثہؓ کو خرید کر رحمت للعالمین ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں پیش کیا، پھر آپ کا انھیں اپنی پرورش میں لینا، اپنا منہ بولا بیٹا بنانا، اسلام کی تمام مہمات میں اپنے ہمراہ رکھنا اور حضرت زید کا تبلیغِ اسلام کے لیے عظیم خدمات انجام دینا وغیرہ وغیرہ کا سہرا بھی حضرت خدیجہؓ ہی کے سر جاتا ہے۔

ابنِ ہشام تحریر فرماتے ہیں:

”وکانت خدیجۃ بنت خویلد امرأۃ تاجرۃ ذات شرف و مال“ (سیرتِ ابنِ ہشام، ج:۱، ص:۲۴۲)

ترجمہ: حضرت خدیجہؓ عزت و مال سے مشرف ایک عظیم تاجر خاتون تھیں۔

حضرت جابرؓ سے امام بخاری و مسلم روایت کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہؓ کو رسولِ خدا ﷺ نے اس امت کی افضل ترین خاتون قرار دیا ہے۔ اسی طرح بخاری و مسلم ہی میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ حضرت جبرئیلؑ رسول اللہ کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ خدیجہؓ کو اللہ کا اور میرا اسلام عرض ہے اور جنت میں ان کے لیے موتیوں کے محل کی خوش خبری دے دو۔ حضرت خدیجہؓ کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ جب تک وہ بقیدِ حیات رہیں رسول اللہ نے دوسرا نکاح نہیں فرمایا، پچیس سالہ مثالی ازدواجی زندگی کا یہ شاندار سلسلہ جاری رہا، بقیہ تیرہ برس آپ ﷺ نے دیگر ازواج مطہرات کے ساتھ گزارے۔ رسول اللہ کی اڑتیس سالہ ازدواجی زندگی کا دوثلث تنہا حضرت خدیجہؓ کے حصے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

میں اور باقی ایک ثلث میں دیگر ازواج مطہرات کی حصہ داری رہی ۔حضرت خدیجہؓ کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ ایک کو چھوڑ کر آپ ﷺ کی تمام اولاد ان ہی کے بطن مبارک سے ہے اور سلسلہ نسل بھی ان ہی کی اولاد یعنی حضرت فاطمہؓ سے آگے بڑھا اور پھلا پھولا۔

سنہ دس نبوی میں حضرت خدیجہؓ جب اس دنیا سے رخصت ہوئیں تو رسول اللہ نے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے انھیں قبر میں اتارا بلکہ ان کے سالِ وفات کو عام الحزن یعنی غموں کا سال کہا۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد سے رسول اللہ اپنے آخری لمحے تک برابر انھیں یاد فرماتے رہے اور جب کبھی گوشت یا اچھا کھانا گھر میں تیار ہوتا تو اس کا ایک حصہ حضرت خدیجہؓ کے رشتہ داروں اور سہیلیوں کے لیے ضرور نکالتے اور ڈھونڈ ڈھونڈ کے انھیں بھجواتے۔

رسولِ خدا ﷺ کے حضرت خدیجہ ؓ کو بار بار ذکر کرنے سے حضرت عائشہؓ کو بڑا رشک آتا۔ایک مرتبہ بھولے سے حضرت عائشہؓ نے انھیں بڑھیا کہہ دیا تو آپ ﷺ غضب ناک ہو گئے تھے۔

رسول اللہ نے فرمایا:''اس سے اچھی کوئی بیوی نہیں ہوسکتی۔ جب سب کافر تھے تو اس نے ایمان قبول کیا، جب سب نے مجھے جھٹلایا تو اس نے میری تصدیق کی، جب سب میرے دشمن تھے تو اس نے میری مدد کی''۔(کنز العمال، حدیث نمبر ۳۴۳۴۹)

حضرت خدیجہؓ کی حیات مستعار کے یہ چند نقوش تھے اور ان کی اولیات و امتیازات کی مختصر تفصیل۔ان کی تجارت گرچہ براہِ راست اسلامی معاشیات سے ہم رشتہ نہیں ہے تاہم ان کے مال سے اسلام کی ترقی اور استحکام کا جو کام ہوا ہے وہ ناقابل فراموش اور قابل تقلید ہے۔

اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ کو ان کے نقشِ قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نعت شریف

جناب رئیس الشاکری مرحوم

موسم ہجر سہی ، آہِ رسا تو مانگو
کیسے بسمل ہو تڑپنے کا مزا تو مانگو

نکہتیں بانٹتے ہیں درد کے چبھتے کانٹے
زخم ہی زخم گلابوں کی فضا تو مانگو

بڑے ہمدرد ہیں باد سحری کے جھونکے
مشورہ یہ ہے کہ کوئی موجِ صبا تو مانگو

لو! وہ کعبہ سے گھرے آتے ہیں کالے بادل
کوثر جاں کے چھلکنے کی ادا تو مانگو

نامہ شوق رسا ہو ، کوئی مشکل بھی نہیں
دل کی باتوں کے لئے حرفِ نوا تو مانگو

اس کی رحمت ، کہ مدینے سے جواب آئے گا
آخر شب ہے اٹھو ، آؤ دعا تو مانگو

نزع کے وقت بھی چہرہ پہ بہار آجائے
دامنِ گنبد خضریٰ کی ہوا تو مانگو

چاند تاروں کا بچھونا بہت آسان مگر
مرے سورج کے اجالوں کی رِدا تو مانگو

ایسا داتا کہ سوالوں پہ لٹادے کونین
مانگنے والو ، کئی بار کہا تو ''مانگو''

رات کے سخت اندھیروں سے نہ گھبراؤ رئیسؔ
صبح صادق کے تبسم کی ضیا تو مانگو

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

خبروں کی دنیا

News World

سعد ادریس ولی اللّٰہی

گیان واپی مسجد پرسپریم کورٹ کا فیصلہ افسوسناک

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ایک بیان کے مطابق گیان واپی مسجد معاملہ پر سپریم کورٹ کا فیصلہ حیرت انگیز اور افسوس ناک ہے۔توقع کی جارہی تھی کہ چیف جسٹس، جسٹس چندر چوڑ والی بنچ ،الہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلہ پرعبادت گاہوں سے متعلق قانون کی روشنی میں روک لگا دے گی،تاہم عدالت نے اس کے برعکس فیصلہ دیا جوافسوسناک اور مایوس کن ہے،آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اورمسلمانوں کواس سے سخت مایوسی ہوئی ہے۔ اندیشہ ہے کہ اس فیصلہ سے اب عبادت گاہوں سے متعلق قانون کی خلاف ورزیوں کا دروازہ کھل جائے گا۔آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ترجمان ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس نے ایک پریس بیان میں کہا ہے کہ الہ آباد ہائی کورٹ کا فیصلہ یک طرفہ اور جانب دارانہ تھا اورتوقع تھی کہ عبادت گاہوں سے متعلق قانون کی روشنی میں عدالت عظمیٰ اس پرروک لگادے گی۔تاہم ایسانہیں ہوا۔

چندریان 3-انڈیا چاند کے مدار میں داخل ہوگیا

واضح ہو کہ بی بی سی میں شائع ایک رپورٹ کے مطابق انڈیا کی خلائی ایجنسی نے کہا ہے کہ چندریان تھری چاند کے مدار میں داخل ہوگیا ہے،چندریان تھری مشن ایک خلائی جہاز، چاند گاڑی اور روور کے ساتھ 14 جولائی کو چاند کی جانب بھیجا گیا تھا۔یہ مشن 23 یا 24 اگست کو چاند کی سطح پر اپنی چاند گاڑی اور روور اتارنے کی کوشش کرے گا۔اگر یہ مشن کامیاب ہوگیا تو انڈیا دنیا کا پہلا ملک ہوگا جو چاند کے قطب جنوبی حصے پر اترے گا، چاند کے اس حصے کے بارے میں اب تک سب سے کم معلومات اکٹھی کی جاسکی ہیں یوں انڈیا دراصل امریکہ، سابقہ سوویت یونین اور چین کے بعد چاند پر کامیابی سے اترنے والا چوتھا ملک بن جائے گا۔

جامعہ دارالسلام انبالہ میں یوم عاشورہ پر پروگرام

دس محرم کی شام کو بعد نماز مغرب، جامعہ دارالسلام انبالہ میں ایک عوامی تقریب کا اہتمام کیا گیا،جس کی صدارت ادارہ کے مہتمم مولانا محمد جاوید ندوی نے کی،اس موقع پر ماہنامہ ارمغان کے مدیر مولانا وصی سلیمان ندوی نے خطاب فرمایا، مولانا نے اپنے خطاب میں یوم عاشورہ کو اسلامی کلینڈر کا ایک اہم دن قرار دیا اور بتایا کہ اسلام آنے سے پہلے بھی اس دن کو مقدس مانا جاتا رہا ہے، خصوصیت کے ساتھ یہودیوں کے یہاں، حضرت موسیٰ اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو اس دن فرعون کے ظلم وستم سے نجات ملنے کی مناسبت سے روزہ رکھنے کا اہتمام پایا جاتا تھا، اور ہمارے نبی ﷺ نے بھی اس دن روزہ کا اہتمام فرمایا اور اپنے صحابہ کو اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔انھوں نے مزید کہا کہ عاشورہ کے دن روزہ رکھنا اور اس دن اپنے اہل وعیال اور ماتحتوں پر اپنی وسعت کے بقدر خرچ کرنا بھی ثابت ہے، انھوں نے تفصیل کے ساتھ اس جانب بھی توجہ دلائی کہ دس محرم کے دن ہی جوانانِ جنت کے سردار سیدنا حسینؓ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا تھا، اس لئے اس واقعہ سے ہمیں صبر وہمت، اور عزم وحوصلہ کا سبق حاصل کرنا چاہئے، اور دین کی راہ میں ہر قربانی کے لئے تیار رہنا چاہئے، ملک کے موجودہ حالات میں ہمیں معرکہ کربلا کی حسین ، سادہ و رنگین داستان سے حکمت، بصیرت، جدوجہد وقربانی کا پیغام حاصل کرنا چاہئے۔افسوس ہے کہ ہم نے اس دن کو اپنی خود تراشیدہ رسم و رواج سے آلودہ کرکے اس کے اصل پیغام سے غفلت اختیار کرلی۔مولانا جاوید ندوی نے تمہیدی خطاب فرمایا۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

فقہی مسائل

مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی

س: نقلی بالوں کا کاروبار کرنا کیسا ہے؟

ج: نقلی بالوں کا کاروبار کرنا جائز ہے، بشرطے کہ وہ بال خنزیر کے نہ ہوں، اسی طرح کسی دوسرے انسان کے کٹے ہوئے بال نہ ہوں۔فتاوی شامی میں ہے:

وإنما الرخصة فی غیر شعر بنی آدم ،تتخذه المرأة لتزید فی قرونها ".(کتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر والمس: 6/ 373)

س: مسجد کے منبر کے لیے تین سیڑھیوں کا ہونا ضروری ہے یا جگہ کی کمی کی وجہ سے دو بھی کافی ہیں؟

ج: دراصل منبر اونچی جگہ کو کہتے ہیں جس پر چڑھ کر خطیب خطبہ دیتا ہے،حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر میں تین سیڑھیاں تھیں،اس لیے سنت یہ ہے کہ منبر میں تین سیڑھیاں ہوں،البتہ جگہ کی تنگی کی وجہ سے دو سیڑھیوں کا بھی بنانا جائز ہے ۔ فتاوی شامی میں ہے:ومنبره – صلى الله عليه وسلم – كان ثلاث درج غير المسماة بالمستراح (کتاب الصلوۃ، باب الجمعہ، 161 /2)

س: بچہ اور بچی کی بلوغت کی عمر اور علامات کیا ہیں؟

ج: بچہ کی بلوغت کا حکم اس کے احتلام ہونے یا اس کو انزال ہونے یا اگر وہ کسی عورت کو حاملہ کردے ان علامات میں سے کوئی علامت بچہ کے اندر ظاہر ہوجائے تو بچہ کو بالغ مانا جائے گا۔ اور اگر ان علامات میں سے کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو پندرہ سال کی عمر میں بچہ کے بالغ ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔اور بچی کی بلوغت کا حکم اس کے حیض،احتلام یا حمل سے لگایا جائے گا۔اور اگر یہ علامت ظاہر نہ ہو تو بچی کی بلوغت کا حکم بھی پندرہ سال کی عمر کا ہی لگایا جائے گا۔اور اسی پر فتویٰ ہے۔

يحكم ببلوغ الغلام بالاحتلام أو الإنزال أو الإحبال ،و ببلوغ الجارية بالحيض أو الاحتلام أو الحبل فإن لم يوجد شيء من ذلك فإذا تم خمس عشر سنة فيهماوهو رواية عن الامام و عندهما وبه يفتى. (مجمع الأنہر۔ص.52ج4)

س:سوکھا گوبر جلانے کے بعد راکھ بن جائے تو یہ راکھ پاک ہوگی یا ناپاک؟

ج:سوکھا گوبر جلانے کے بعد راکھ بن جائے تو یہ راکھ پاک ہو جائے گی،کیوں کہ جلنے بعد اس کی ہیئت تبدیل ہوجاتی ہے،اور ہیئت کے بدلنے سے حکم بھی بدل جاتا ہے۔ والسرقين والعذرة تحرق فتصير رماداً تطهر عند محمدؒ، وكثير من المشايخ اختاروا قول محمدؒ وفي الخلاصة و عليه الفتوى (البحر الرائق شرح کنز الدقائق۔ص227ج1)

س: وہ کون سی اشیاء ہیں یا پانی ہیں،جن سے کسی چیز کی طہارت کا کام لیا جاسکتا ہے؟

ج: وہ اشیاء جن سے طہارت کا کام لیا جاسکتا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں: ماءِ مطلق یعنی نہروں، چشموں، کنوؤں وغیرہ کا پانی اور سیال چیزیں،مثلاً گلاب کا عرق، پھولوں کا عرق، درخت کا پانی، پھل کا پانی اور انار وغیرہ کا جوس: ولو كان مستعملا تحصل به الطهارة الحقيقية والحكمية،كماء السماء والانهار والبحار والآبار والعيون والوديان التي يجتمع فيها ماء السيل لأن الله تعالىٰ سمّى الماء طهورًا بقوله: وأنزلنا من السّماءِ ماءً طهورا (سورۃ الفرقان:۲۵)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

آخری صفحہ

مایوس نہ ہو ان سے اے رہرو فرزانہ

وہ دھولانہ اسمبلی حلقہ سے الیکشن جیت کر ممبر اسمبلی بنے تھے، اور اسمبلی میں ان کی پہلی حاضری تھی، ہمارے موجودہ وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ بھی پہلی مرتبہ وزیر اعلیٰ بنے تھے، اسمبلی ہاؤس میں دو آمنے سامنے کے دروازوں سے، ایک سے حزب اختلاف کے ممبران، اور دوسری طرف سے حزب اقتدار پارٹی کے ممبران عموما داخل ہوتے ہیں، چودھری حاجی اسلم صاحب ماشاء اللہ پوری داڑھی اور کرتے پاجامے کے ساتھ متشرع لباس میں حزب اختلاف کے دروازے سے اسمبلی میں داخل ہوئے، سامنے سے اسی وقت جناب یوگی آدتیہ ناتھ اسمبلی میں داخل ہوئے، ان کی نظر چودھری صاحب کی متشرع شکل و شباہت پر پڑی، تو وہ تپاک سے آگے بڑھے، اور بڑی اپنائیت سے بولے کہ میں اور آپ دو ہی اس ہاؤس میں دھارمک (مذہبی) حلیہ کے لوگ ہیں، آپ سے بنتی ہے کہ آپ کو کبھی مجھ سے کوئی کام ہو تو کہنے میں سنکوچ (جھجک) محسوس نہ کریں۔

حاجی اسلم نے بتایا کہ میں ان کے اس طرح تپاک سے ملنے اور پیشکش سے ذرا متاثر ہوا، بہت جلدی اپنی پارٹی کے ایک کام سے ان کے پاس جانا پڑا، کانشی رام اسمارک کے لئے کچھ تقاضا تھا، میں پارٹی کے ایک ذمہ دار کے ساتھ سی ایم صاحب سے ملنے پہنچا، انھوں نے پرتپاک استقبال کیا کام بتایا تو انھوں نے اپنے ایم ایل اے کو جو اس کام کے ذمہ دار تھے، فون ملایا، دس منٹ تک کوشش کرتے رہے، مگر رابطہ نہیں ہوا، ہم نے ذرا تلخ لہجہ میں ان سے کہا کہ آپ کا ایم ایل اے ہاٹ لائن پر دس منٹ تک فون پر نہیں آیا، آپ کیا کام کریں گے؟ وہ مسکراتے رہے، بعد میں انہوں نے فون کیا اور وہ کام ہو گیا، اس کے بعد ایک دو کام کے لئے یہ چیک کرنے کے لئے سی ایم صاحب سے رابطہ کیا، کہ اسلامی اور مذہبی حلیہ کی وجہ سے انہوں نے تعلق کا اظہار کیا تھا، دیکھیں کہ صرف کہا ہے یا بات میں دم بھی ہے؟ انہوں نے فوراً چیف سکریٹری کو فون کر کے کام کر کے اپڈیٹ کرنے کو کہا اور کام ہو جانے کے بعد مجھے اطلاع کرائی۔

چند ماہ قبل ہندی اخباروں میں ایک خبر شاہ سرخی کے ساتھ چھپی کہ الہ آباد کی ایک مسلم بچی نے جو پانچویں کلاس میں پڑھتی ہے، سی ایم صاحب کو خط لکھا کہ اس کی بڑی بہن کی شادی ہے، باراتی اور مہمان آئیں گے، مگر ہمارے گھر کا راستہ بہت خراب ہے، انھوں نے فوراً متعلق محکمہ کو ایک ہفتہ میں راستہ بنوانے کا حکم دیا، اور اس بچی کے خط کے جواب میں اطمینان دلایا کہ فکر نہ کرو تمہاری بہن کی شادی سے پہلے گاؤں کا راستہ بن جائے گا۔ گذشتہ ہفتے ایک صاحب ملنے آئے، انہوں نے بتایا کہ ہمارے بھائی کے یہاں کسی پرانی ریکوری کا نوٹس آیا، ریکوری 13 لاکھ کی تھی، جبکہ مجھ پر قرض صرف 60 ہزار تھا، نہ جانے کس طرح پنالٹی لگا کر یہ حساب بنایا گیا تھا، ہماری بیوی کی ایک بہن گورکھ پور میں رہتی ہیں، انھوں نے ہمیں گورکھ پور بلایا، اور سی ایم صاحب کے جنتا دربار میں ایک درخواست لکھوا کر ہماری بیوی کو ساتھ لے کر گئیں، سی ایم صاحب نے برقع میں دو خواتین کو دیکھا، تو انھوں نے سب سے پہلے ان کو بلایا، وہ گئیں، انہوں نے بات سنی اور خود درخواست پر ریمارک کر کے کاروائی کے لئے اپنے پی اے سے کہا۔

احسن الخالقین رب نے اپنی شاہکار تخلیق انسان کو بڑی خوبیوں کے ساتھ بنایا، یہ خوبیاں انسان میں ہیں، مگر ماحول کے خراب ہو جانے اور روحانی بیماریوں کے وبائی اثر سے اس پر اثر ضرور ہوتا ہے، اور اس میں کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہیں، مگر اس کی فطری خلقی خوبیاں پھر بھی باقی رہتی ہیں، بحیثیت خیر امت، ہمیں اپنے داعیانہ منصب کی لاج رکھ کر وقتی حالات میں سیاسی منظر نامے میں، اور ماحول میں پھیلی نفرت اور تعصب کے اثر سے وقتی کمزوریوں کو نظر انداز کر کے، فطری خوبیوں پر توجہ مرکوز کر کے ان کو پروان چڑھانا چاہئے، تو جس طرح ایک جسمانی طبیب اور ڈاکٹر کے لئے کسی مریض کے مہلک اور خطرناک مرض میں مبتلا ہونے کے باوجود، آخری سانس تک شفایابی کی امید رکھ کر اس کے علاج کی کوشش کرنا اس کا منصبی فریضہ ہے، اور کسی مریض کو لا علاج کہہ کر مایوس ہو جانا، یا تیمارداروں کو مایوس کر دینا طبی جرم ہے، اسی طرح آخری درجہ میں تعصب اور نفرت کے ماحول سے متاثر شخص کی ہدایت سے امت مسلمہ کے افراد کو ہرگز مایوس نہیں ہونا چاہئے، خصوصا ہندوستان میں رہنے والے برادران وطن سے، جہاں سے ہمارے نبی صادق کو محبت کی خوشبو آئی ہو، اور جن کی سرشت میں محبت ہے مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔ کاش ہم سمجھ سکتے!

مولانا محمد کلیم صدیقی